عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY **KHATM-E-NUBUWWAT** KARACHI PAKISTAN

جلد: ۳۰ | ۱۵تا۲۱ رمضان المبارک ۱۴۳۲ھ مطابق ۱۶تا۲۲ اگست ۲۰۱۱ء | شمارہ: ۳۱

فضائے بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو
اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

غزوۂ بدر

حق و باطل کا پہلا معرکہ

رمضان المبارک

نیکیوں کا موسم

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.com.pk
Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.
http://www.khatm-e-nubuwwat.

مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ

بیمار، بوڑھے اور کمزور کا روزہ

بشیر احمد خان، اٹک

س:...... ایک آدمی بہت ہی بیمار بوڑھا اور کمزور ہے، روزہ رکھنے کی سکت نہیں ہے، مگر ساتھ ہی وہ بہت ہی غریب بھی ہے اور روزے کا فدیہ دینے کا استطاعت بھی نہیں رکھتا، اس کے لئے کیا حکم ہے؟

ج:...... جو شخص ایسا بوڑھا اور کمزور ہو کہ روزہ رکھنے کی طاقت نہ رکھتا ہو اور روزہ کے فدیہ کی استطاعت بھی نہ رکھتا ہو، اور اسی حال میں مر جائے تو اس سے مواخذہ نہیں ہوگا۔

س:...... ایک آدمی بہت ہی ضعیف اور بیمار ہے حتی کہ وہ لیٹ کر اشارے سے نماز پڑھنے کے قابل ہے اور بیٹھ کر بھی نماز نہیں پڑھ سکتا، اب ایسا آدمی جو بیٹھ بھی نہ سکے وہ وضو کس طرح کرے؟ جبکہ بغیر وضو کے نماز بھی نہیں ہوتی؟

ج:...... اگر اس کو دوسرا وضو کرانے والا نہ ہو تو تیمم کرکے نماز ادا کیا کرے۔

س:...... سنا ہے کہ بغیر وضو کے قرآن مجید کی تلاوت کرنا حتی کہ قرآن مجید کو ہاتھ لگانا بھی مناسب نہیں، جبکہ قرآن مجید کے کسی بھی پارے کو بغیر وضو کے پڑھنے اور ہاتھ لگانے میں کوئی حرج نہیں، کیا یہ صحیح ہے؟

ج:...... بغیر وضو کے نماز پڑھنا اور قرآن کریم کو ہاتھ لگانا جائز نہیں، ہاں البتہ بلاوضو قرآن کریم کی زبانی تلاوت کی جاسکتی ہے۔

نماز روزہ کے ساتھ غلط کاری

ایس آر حسین، امریکا

س:...... ہمارے ایک دوست ہیں جو صوم وصلوٰۃ کے مکمل پابند ہیں، رمضان المبارک کے روزے پورے رکھتا ہے اور تراویح کی ادائیگی بھی کرتے ہیں، اس کے ساتھ وہ حج وعمرہ ادا کرچکے ہیں، لیکن اس کا کاروبار غیر شرعی ہے، مثلاً اس کا شراب کا اسٹور ہے، اس کے ساتھ وہ لاٹری کے ٹکٹ بھی فروخت کرتا ہے، معلوم یہ کرنا ہے کہ اس کی نمازیں، روزے اور عمرہ قبولیت کا درجہ رکھتی ہے یا نہیں؟

ج:...... نماز اور روزہ الگ الگ اور مستقل فرائض ہیں، اور گناہوں سے بچنا مستقل ایک فرض ہے، الہٰذا جو شخص نماز روزہ کرتا ہے! اور پھر یہ خرافات بھی کرتا ہے تو بلاشبہ نماز، روزہ کا بوجھ تو اس کے سر سے ٹل جائے گا مگر ان غلاظتوں اور گناہوں کا وبال اس کے سر پر رہے گا اور کل قیامت کے دن اس کو اس کی پاداش میں سزا بھگتنا ہوگی، الا یہ کہ وہ توبہ کرے یا اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے اس کو معاف کردے۔

تراویح بیس رکعت ہیں

ہما صدیقی، کینیڈا

س:...... رمضان المبارک میں تراویح کی کتنی رکعات ہیں؟ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ تراویح کی بیس رکعات ہیں، اگر آٹھ رکعات پڑھ لیں تو اس میں کوئی حرج نہیں، کیونکہ بعض لوگ آٹھ رکعات پڑھ کر گھر چلے جاتے ہیں، اس کے متعلق کیا حکم ہے؟

ج:...... تراویح بیس رکعات ہیں، اس پر حضرات صحابہ کرامؓ، تابعین، تبع تابعین، ائمہ مجتہدین اور چودہ صدیوں کی پوری امت کا اجماع ہے، آج بھی مرکز وحی مکہ ومدینہ میں جاکر دیکھا جاسکتا ہے، بیس رکعت ہی تراویح پڑھی اور پڑھائی جاتی ہیں، جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ تراویح آٹھ رکعت ہے، ان کو شاید پوری امت بلکہ صحابہ وتابعین سے اختلاف ہے، آپ ہی فیصلہ فرمائیں کہ صحابہ کرام سچے تھے یا یہ سچے ہیں؟

منہ کے تھوک سے روزہ نہیں ٹوٹتا

طارق ایم چوہدری، کیلیفورنیا، امریکا

س:...... مجھے روزے کی حالت میں تھوک آنے کی شکایت ہے، یہاں تک کہ میں اس حالت میں کسی سے بات بھی نہیں کرسکتا، نماز کی ادائیگی میں مشکل پیش آتی ہے، اس بارے میں کیا حکم ہے؟

ج:...... اس سے پریشان نہ ہوں اور تھوک منہ میں جمع نہ کیا کریں، منہ میں جو تھوک آتا ہے، اگر وہ حلق میں چلا جائے تو اس سے روزہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا اور اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

ہفت روزہ
ختم نبوۃ
مجلس

جلد:۳۰ ۱۵تا۲۱ر رمضان المبارک ۱۴۳۲ھ مطابق ۱۶تا۲۲ر اگست ۲۰۱۱ء شمارہ:۳۱

مجلس ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا قاضی احسان احمد

سرپرست
حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

تزئین و آرائش
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

چناب نگر کی سب تحصیل کی حیثیت کیوں ختم کی گئی؟	۵	مولانا اللہ وسایا مدظلہ
غزوۂ بدر... حق و باطل کا پہلا معرکہ!	۷	مفتی مزمل حسین کاپڑیا
حضرت علی المرتضیٰ عظمت و کردار!	۱۱	مولانا عبدالمجید لدھیانوی
نیکیوں کا موسم.....رمضان المبارک	۱۵	محمد طیب خان سنگھانوی
رمضان المبارک کے آخری عشرے میں.....	۱۹	مرسلہ: حافظ محمد سعید لدھیانوی
تیسواں سالانہ "ختم نبوت کورس" چناب نگر	۲۲	مولانا اللہ وسایا مدظلہ
قادیانی شبہات اور ان کے جوابات	۲۵	مولانا قاضی احسان احمد

بنیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرِ تعاون بیرون ملک

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

زرِ تعاون اندرون ملک

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

چیک، ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ (کوڈ: 0159) کراچی پاکستان ارسال کریں۔

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

درسِ حدیث

دنیا سے بے رغبتی

پانچ باتوں کا عہد

”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کون ہے جو مجھ سے یہ کلمات لے، پس ان پر خود عمل کرے یا کسی کو بتادے جو ان پر عمل کرسکے۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں لوں گا۔ پس آپ نے میرا ہاتھ پکڑا اور پانچ باتیں شمار کیں اور فرمایا:

۱:... اللہ کی حرام کی ہوئی چیزوں سے پرہیز کرو، سب سے بڑے عابد بن جاؤ گے۔

۲:... اللہ نے تقسیم کرکے جو حصہ تمہیں دے دیا ہے اس پر راضی ہوجاؤ، سب سے بڑے غنی ہوجاؤ گے۔

۳:... ہمسایہ سے حسنِ سلوک کرو، مؤمن بن جاؤ گے۔

۴:... لوگوں کے لئے وہی پسند کرو جو اپنے لئے کرتے ہو، مسلمان بن جاؤ گے۔

۵:... زیادہ نہ ہنسا کرو، کیونکہ زیادہ ہنسی سے دل مردہ ہوجاتا ہے۔“

(ترمذی، ج:۲، ص:۵۴)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر ارشاد واجب العمل ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس کی تکمیل میں ایک دُوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرتے تھے۔ اس کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ: ”کون ہے جو مجھ سے یہ کلمات سیکھ لے؟“ مزید اہتمام کے لئے تھا اور واقعی یہ پانچ اصول جو اس حدیث میں ارشاد ہوئے ہیں بہت ہی قیمتی ہیں اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے ہی اہتمام سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر اور ایک، دو، تین، چار، پانچ تک گن گن کر ان کی تعلیم دی۔

اور پھر مزید اہتمام کے لئے یہاں تک فرمایا کہ سیکھ تو ہر شخص لے، پھر اگر خدانخواستہ ان پر خود عمل نہ کرسکے تو کسی دُوسرے کو بتادے تاکہ وہ اس پر عمل کرسکے۔ اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ دین اور حکمت کی بات کا سیکھ لینا نفع سے خالی نہیں، کبھی نہ کبھی آدمی کو اس پر عمل کی توفیق ہوہی جاتی ہے، اور نہ بھی ہو تو دُوسروں کو بتاکر عمل کے راستے پر ڈال سکتا ہے، اس سے یہ معلوم ہوا کہ بے عمل آدمی بھی دین کی بات بتاسکتا ہے، دین کی باتوں کو ایسا سمجھنا چاہئے جیسا بیماریوں کے نسخے۔ اب اگر کسی مریض کو اپنی بیماری کا نسخہ تو معلوم ہے مگر اس نسخے کا استعمال نہیں کرتا، یا علاج میں پرہیز سے کام نہیں لیتا تو یہ اس کی محرومی ہے، لیکن وہ دُوسرے مریضوں کو نسخہ تو بتاسکتا ہے، اور اگر وہ اس کا صحیح استعمال کرلیں تو ضرور شفایاب ہوں گے، بلکہ ان کو شفایاب دیکھ کر پہلے مریض کی بھی ہمت بڑھے گی اور وہ یہ سوچنے پر مجبور ہوگا کہ جب دُوسرے لوگوں کو اس کے بتائے ہوئے نسخے سے شفایابی ہورہی ہے تو وہ کیوں محروم رہے؟ الغرض! عالمِ بے عمل کی حالت قابلِ افسوس بلکہ قابلِ رحم ہے کہ اسے حکمتِ نبوت کے نسخے معلوم ہیں مگر وہ اس سے محروم ہے، لیکن دُوسرے لوگوں کو اس کی بے عملی اور محرومی پر نظر نہیں رکھنی چاہئے، بلکہ اس سے دینی حکمت کی باتیں سیکھ کر ان پر عمل کرنا چاہئے۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان باتوں پر خود عمل کرے، یا کسی ایسے شخص کو سکھادے جو اس پر عمل کرسکے۔

۱:... پہلی بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمائی کہ: ”حرام سے بچو، سب سے بڑے عابد بن جاؤ گے“ مُلّا علی قاری رحمہ اللہ شرح مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں: ”حرام“ میں وہ چیزیں بھی شامل ہیں جن کا کرنا ممنوع ہے، مثلاً: زنا، چوری، سود، رشوت وغیرہ وغیرہ، اور وہ چیزیں بھی داخل ہیں جن کا چھوڑنا حرام ہے، مثلاً: نماز چھوڑنا، زکوٰۃ چھوڑنا اور روزہ چھوڑنا۔ غرض انسان کے ذمے جو چیزیں فرض یا واجب ہیں ان کا چھوڑنا حرام ہے، اب اس ارشادِ نبوی کا خلاصہ

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

یہ ہے کہ سب سے بڑا عبادت گزار وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے عائد کردہ فرائض و واجبات کا پابند ہو، اور اللہ تعالیٰ کی حرام کی ہوئی چیزوں سے پرہیز کرتا ہو، بہت سے لوگ نوافل اور مستحبات کا تو بہت اہتمام کرتے ہیں مگر فرائض سے بے پروائی کرتے ہیں، مثلاً: ایک شخص کے ذمے قضا نمازیں ہیں، ان کی ادائیگی کی فکر نہیں کرتا مگر نوافل پڑھ رہا ہے، تہجد اور اشراق تک کی پابندی کر رہا ہے، یا مثلاً: ایک شخص کے ذمے کئی سالوں کی زکوٰۃ فرض ہے یا لوگوں کے قرضے یا غصب کی ہوئی چیزیں اس کے ذمے ہیں، یہ شخص ان کو تو ادا نہیں کرتا مگر نفلی صدقہ وخیرات میں لگا ہوا ہے، مسجد بنا رہا ہے، مدارس کو چندہ دے رہا ہے، رفاہِ عامہ کے کاموں میں روپیہ لگا رہا ہے، لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ بڑا سخی ہے، بڑا عبادت گزار ہے، مگر درحقیقت یہ نہ سخی ہے، نہ عبادت گزار۔ اگر یہ عبادت گزار ہوتا تو سب سے پہلے ان حقوق و فرائض کو ادا کرتا جو اللہ تعالیٰ نے اس کے ذمے لگائے تھے، اور جب ان سے فارغ ہوجاتا تب نفلی صدقہ خیرات کرتا۔ فرائض کو چھوڑ دینا اور نفلی عبادات یا مستحبات کی فرائض جیسی پابندی کرنا، اس سے دین میں تحریف پیدا ہوجاتی ہے، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جن چیزوں کو اصل دین قرار دیا تھا ان کی حیثیت ثانوی رہ جاتی ہے، اور جو چیزیں اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں اہم نہیں تھیں ان کو دین و ایمان کا درجہ مل جاتا ہے۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ بعض لوگ نماز، روزے کے تارک ہیں، زکوٰۃ انہوں نے کبھی نہیں دی، میراث میں لڑکیوں کو حصہ وہ نہیں دیتے، سودی کاروبار سے ان کو پرہیز نہیں، دیگر صریح محرمات کے وہ مرتکب ہیں، معاملات میں جھوٹ، دغا، فریب، سبھی کچھ کرتے ہیں، مگر ہفتے میں ایک خاص دن اور مہینے میں ایک خاص تاریخ کو کھانا کھلانا ان کے نزدیک ایسا ضروری ہے کہ جو شخص اس کا تارک ہو وہ دائرۂ اہلِ حق بلکہ دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔ (جاری ہے)

ادار یہ

مولانا اللہ وسایا مدظلہ

چناب نگر کی سب تحصیل کی حیثیت کیوں ختم کی گئی؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی!

آل پارٹیز مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت پاکستان نے ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت میں حکومت پاکستان کے سامنے جو مطالبات رکھے، ان میں شامل تھا کہ:

الف:...... قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔

ب:...... ربوہ (چناب نگر) کو کھلا شہر قرار دیا جائے۔

ج:...... قادیانیوں کو کلیدی عہدوں سے برطرف کیا جائے۔

چنانچہ امت مسلمہ کی شاندار و بے مثال پر امن آئینی جدوجہد کے نتیجہ میں ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو پاکستان کی پارلیمنٹ نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔ ربوہ (چناب نگر) کو کھلا شہر قرار دینے کے لئے پانچ اقدامات کئے گئے۔

۱:...... ربوہ کی بلدیہ کی حدود میں توسیع کر کے دیگر مسلم مواضع وقصبات کو شامل کیا گیا۔

۲:...... ربوہ (چناب نگر) کو سب تحصیل قرار دیا گیا۔ جس میں آر۔ ایم۔ سب تحصیلدار وغیرہ کے دفاتر قائم کئے گئے۔

۳:...... ربوہ (چناب نگر) پولیس چوکی کو تھانہ کا درجہ دیا گیا۔ نیز یہاں پر ڈی۔ ایس۔ پی سطح کے پولیس آفیسر کے تقرر کا فیصلہ کیا گیا۔

۴:...... ربوہ (چناب نگر) میں دریا کے کنارہ لوانکم ہاؤسنگ سکیم کے تحت مسلم کالونی قائم کی گئی، جس میں پلاٹ صرف مسلمانوں کو الاٹ کرنے کا فیصلہ ہوا۔

۵:...... نیز یہ کہ سانحہ ربوہ (چناب نگر) کی تحقیقات کے لئے قائم کردہ صمدانی کمیشن ہائیکورٹ کی سفارش کے مطابق طے ہوا کہ ربوہ (چناب نگر) کی حدود میں ڈاکخانہ، تارگھر، بلدیہ، تحصیل، فون، تعلیم تمام محکموں میں صرف مسلمان افسروں کو متعین کیا جائے گا۔

ان تمام فیصلوں میں سب سے اہم فیصلہ ربوہ (چناب نگر) کو سب تحصیل قرار دینے کا فیصلہ تھا۔ ریذیڈنٹ مجسٹریٹ کی عدالت قائم ہونے سے بیسیوں موضعات کے مسلمانوں کی مقدمات کے سلسلہ میں چناب نگر میں آمدورفت سے قادیانیت کی ربوہ (چناب نگر) شہر سے اجارہ داری ختم ہوتی تھی۔ قادیانیوں نے جو ریاست کے اندر ریاست کی کیفیت قائم کر رکھی تھی، اس پر زد پڑتی تھی۔ جناب ذوالفقار علی بھٹو کے عہد اقتدار میں یہ فیصلہ ہوا۔ جونہی جنرل محمد ضیاء الحق برسراقتدار آئے، ان کی قائم کردہ مجلس شوریٰ کے رکن ایک لالی زمیندار کے ذریعہ مطالبہ کر کے بجائے ربوہ کے لالیاں کو سب تحصیل قرار دلوا دیا گیا۔ تب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا محمد شریف جالندھریؒ نے قاری سعید الرحمنؒ، مولانا سمیع الحق اراکین مجلس شوریٰ کے ذریعہ جنرل محمد ضیاء الحق سے یہ فیصلہ منسوخ کرایا اور ربوہ سب تحصیل کا فیصلہ برقرار رہا۔

اب جب پنجاب گورنمنٹ نے چنیوٹ کو ضلع کا درجہ دیا تو لالیاں کو تحصیل بنا دیا گیا۔ چاہیے تھا کہ لالیاں کے ساتھ ربوہ (چناب نگر) کو بھی اپ گریڈ کرکے تحصیل کا درجہ دیا جاتا، مگر نہ معلوم وجوہات کی بنیاد پر بجائے تحصیل کا درجہ قرار دینے کے ربوہ (چناب نگر) کی سب تحصیل کا فیصلہ کالعدم کر دیا گیا۔ اب چناب نگر میں آر۔ ایم کی سرکاری عدالت موجود ہے، مگر مجسٹریٹ صاحب بجائے چناب نگر کے لالیاں بیٹھتے ہیں۔ یوں چپکے سے قادیانی سازش ۷ر ستمبر ۱۹۷۴ء کے فیصلہ سے قبل کی چناب نگر کی پوزیشن بحال کرانے میں کامیاب ہوگئی۔

نہ تو اس کے نوٹیفکیشن کا کسی کو علم ہوا، نہ کوئی اعلان ہوا۔ پچھلے دنوں فقیر ختم نبوت کورس کے ضمن میں کچھ دن چناب نگر رہا۔ تب معلوم ہوا کہ اب چناب نگر سب تحصیل نہیں رہی۔ یہ کیونکر ہوا، دشمن کیونکر کامیاب ہوا؟ امت مسلمہ کی دیرینہ پر امن جدوجہد کے نتیجہ میں سرکاری سطح پر جو فیصلہ ہوا، وہ راتوں رات پنجاب گورنمنٹ نے کیسے تبدیل کر دیا؟ یہ سب بیوروکریسی میں چھپے قادیانی شاطر دماغ اہلکاروں وآفیسروں کے ہاتھ کی صفائی ہے۔

پاکستان کے تمام مکاتب فکر کی دینی قیادت سے درخواست ہے کہ وہ اس نئی صورت حال پر توجہ فرمائیں کہ کس طرح قادیانیوں نے رات کے اندھیرے میں شب خون مار کر ۷ر ستمبر ۱۹۷۴ء سے پہلے کی پوزیشن پر ہمیں بھیج دیا ہے۔ پنجاب گورنمنٹ سے مطالبہ کیا جائے کہ دانستہ یا نادانستہ طور پر انہوں نے قادیانیت نوازی کر کے اسلامیان وطن کی عقیدہ ختم نبوت کی جدوجہد کو سبوتاژ کیا ہے۔ اس کا تدارک کیا جائے اور چناب نگر کو حسب سابق سب تحصیل بنایا جائے۔

آل پارٹیز مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کی طرف سے بھٹو صاحب سے جن ارکان قومی اسمبلی (مولانا مفتی محمودؒ، مولانا شاہ احمد نورانیؒ، پروفیسر غفور احمد، چوہدری ظہور الٰہی) نے مذاکرات میں حصہ لیا تھا اور جن کی مساعی جمیلہ کے نتیجہ میں یہ مطالبہ تسلیم کیا گیا، ان حضرات کے نام لیواؤں اور جانشینوں سے درد بھری درخواست ہے کہ وہ اپنے بزرگوں کی کامیابی کو قادیانیت کی دست برد سے بچانے کے لئے بھرپور کوشش فرمائیں اور ان بزرگوں کی طرح ہماری سرپرستی اور رہنمائی فرمائیں کہ اس زیادتی کی تلافی کے لئے کیا ذرائع استعمال میں لائے جائیں؟ امید ہے کہ اس صدائے گدائے بے نوا پر بھرپور توجہ سے کام لے کر رہنمائی فرمائی جائے گی۔

☆☆..................☆☆

ترتیب جدید ایڈیشن

عقیدہ ختم نبوت اور تردید قادیانیت کے موضوع پر

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کی بے مثال تصنیف

تحفہ قادیانیت

کامل ۶ جلدیں

مرزا غلام احمد قادیانی کے وجوہ کفر وارتداد اور فتنہ قادیانیت کے تعاقب میں لکھے گئے

بیسیوں مضامین ومقالات اور رسائل کا مجموعہ، عام فہم اور اچھوتا انداز تحریر، خوبصورت جلد، جاذب نظر سرورق

رعایتی قیمت صرف: **1100** روپے (علاوہ ڈاک خرچ)

اسٹاکسٹ: مکتبہ لدھیانوی، ۱۸ سلام کتب مارکیٹ، بنوری ٹاؤن کراچی 0321-2115502, 0321-2115595, 021-34130020

ناشر: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، کراچی

فضائے بدر پیدا کر، فرشتے تیری نصرت کو
اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

غزوۂ بدر

حق و باطل کا پہلا معرکہ

سن ۲ ہجری کا سال اس لحاظ سے نہایت اہمیت کا حامل ہے کہ بہت سے اسلامی احکام اس سن میں پیش آئے مثلاً تحویل قبلہ کا حکم نازل ہوا اور خانہ کعبہ مسلمانوں کا مستقل قبلہ تجویز ہوا اور پھر ماہ رمضان المبارک کے روزے فرض کئے گئے، اور بہت سے احکامات میں سے ایک اہم حکم یہ تھا کہ مظلوم مسلمانوں کو قتال کی اجازت دی گئی کہ جنہوں نے مکہ مکرمہ کی زندگی میں کفار کی تکالیف برداشت کیں، ان پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے گئے، لیکن ان کو اقدام تو کجا، اپنے دفاع میں تلوار اٹھانے کی اجازت تک نہ تھی، حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا کو ابوجہل نے برچھا مار کر شہید کیا، حضرت بلال اور حضرت خباب رضی اللہ عنہما پر کفار نے مکہ کی سخت گرمی میں کیا کیا ستم نہیں ڈھائے لیکن نہ خود مظلوموں نے اور نہ کسی اور مسلمان نے تلوار اٹھائی، اس لئے کہ بارگاہ رسالتؐ سے اس کی اجازت ہی نہ تھی۔

بہر حال اب صفر المظفر سن ۲ ہجری میں قتال و جدال کی اجازت ملی لیکن یہ اجازت اس کے ساتھ مشروط تھی کہ اگر کفار خود ابتداء کریں تو مسلمانوں کو اس کے جواب میں قتال کی اجازت تھی کہ جو تم سے لڑے اس سے تم بھی قتال کرو اور جو نہ لڑے اس سے تم بھی نہ لڑو، لیکن اس کے بعد مطلق حکم آیا کہ اب سارے کفار و مشرکین سے مقابلہ کرو، چاہے وہ لڑائی کی ابتدا کریں یا نہ کریں اور اس کی حکمت یہ بتائی گئی، ارشاد ربانی ہے، جس کا مفہوم ہے کہ:

”تم ان سے قتال کرو، یہاں تک کہ (کفر کا) فتنہ ختم ہو جائے اور خدا کے دین کی سربلندی ہو۔“

یعنی یہ اجازت اپنی ذات کے لئے نہ تھی، اپنی ذاتی عداوت کا بدلہ لینے اور اپنے ذاتی جذبۂ عداوت کی تسکین کے لئے نہ تھی بلکہ اس جہاد و قتال کی اجازت محض اور محض اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے اور دین اسلام کی سربلندی کے لئے اور خدا کے دین حق کو تمام

مفتی مزمل حسین کاپڑیا

ادیان پر غالب کرنے کے لئے اور کفر و شرک کے فتنہ کی سرکوبی کے لئے تھی۔

۱۷ رمضان المبارک کو پیش آنے والے اس غزوہ میں ۷۰ مشرکین جہنم واصل اور ۷۰ گرفتار ہوئے

قتال و جدال کی اجازت کے بعد کفار کے ساتھ مسلمانوں کی جنگ کا سلسلہ شروع ہو گیا، بعض جنگوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بہ نفس نفیس شرکت فرمائی، ایسی جنگوں کو اصطلاح شریعت میں غزوات کہا جاتا ہے، جمہور مورخین کے نزدیک ان کی تعداد ۲۷ ہے، پھر ان غزوات میں بھی بعض تو وہ ہیں، جن میں قتال لڑائی کی نوبت ہی نہیں آئی اور بعض وہ ہیں جن میں مسلمانوں اور کفار میں دست بدست جنگ ہوئی، ایسے غزوات کی تعداد ۹ ہے، ان نو غزوات میں سے سب سے پہلا غزوہ سے غزوۂ بدر ہے۔

سن ۲ ہجری ماہ رمضان المبارک کی ۱۷/ تاریخ بمطابق ۱۳/ مارچ ۶۲۴ء جمعۃ المبارک کے دن حق و باطل اور کفر و اسلام کا وہ پہلا عظیم الشان معرکہ پیش آیا، جسے اسلامی تاریخ میں غزوۂ بدر اور قرآن کریم کی اصطلاح میں ”یوم الفرقان“ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، اگرچہ ابتدائی واقعات کے لحاظ سے یہ غزوہ زیادہ عظیم معلوم نہیں ہوتا، لیکن نتائج کے اعتبار سے نہایت اہم ہے، اس غزوہ میں یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو گئی کہ اب اسلام ایک قوت بن چکا ہے، جس کو مٹانا ممکن نہیں، غزوۂ بدر نے کفر و اسلام، ہدایت و گمراہی کے فرق کو واضح کر دیا، حق و باطل کے درمیان حد فاصل قائم کر دی اور اب حق و باطل اور کفر و اسلام میں سے کسی بھی راہ کو اختیار کرنے والے کے لئے راستہ کا تعین آسان ہو گیا، حقیقت یہ ہے کہ بدر کا یہ معرکہ اتنا عظیم الشان ہے کہ تاریخ اسلام کے عظیم ترین غزوات کے لئے یہ اساس اور بنیاد کی حیثیت رکھتا ہے۔

غزوۂ بدر کے اسباب اور اس غزوہ میں ابتداء سے لے کر انتہا تک پیش آنے والے واقعات کا تفصیلی جائزہ پیش کیا جائے تو اس کے لئے ضخیم دفاتر بھی کم ہیں، مورخین اور سیرت نگار مصنفین نے اس پر تفصیل سے لکھا ہے، ذیل میں غزوۂ بدر کا ایک مختصر

خاکہ پیش کیا جارہا ہے تاکہ ۱۷/ رمضان المبارک سن ۲ ہجری کو پیش آنے والے واقعات ہمارے ذہنوں میں تازہ ہو جائیں اور تلواروں کے سائے میں جو نمازِ عشق ادا کی گئی تھی، اس کی جھلک تصورات کے دوش پر ہمارے قلب و دماغ میں اتر کر ہمارے اندر جذبۂ عشق کو اور جذبۂ جہاد کو گرما دے:

ہاں دکھا دے اے تصور پھر وہ صبح و شام تو
دوڑ پیچھے کی طرف اے گردشِ ایام تو

غزوۂ بدر کے اسباب

مسلمانوں کو فتنۂ کفر و شرک کی سرکوبی کے لئے قتال و جدال کی اجازت مرحمت کی گئی تھی، چنانچہ کفار اور مشرکین کی طرف سے ہر متوقع فتنہ کے مقابلہ کی تیاری، کفار کے عزائم پر نظر کرنا اور اس کا توڑ تلاش کرنا ایک ناگزیر امر تھا۔

اس وقت مسلمانوں کے سب سے بڑے دشمن قریش مکہ اور کفار مکہ تھے، جو مسلمانوں کو ان کے گھروں سے نکالنے کے بعد بھی ہر وقت مسلمانوں کے درپے آزار تھے اور موقع کی تلاش میں تھے کہ کس طرح ان کو ختم کردیں، چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان پر خصوصی نگاہ رکھے ہوئے تھے، ماہ جمادی الاخریٰ سن ۲ ہجری جو تقریباً دسمبر اور جنوری کا مہینہ تھا، سردی کا زمانہ تھا اور قریش کا تجارتی قافلہ ابوسفیان کی قیادت میں شام کی طرف جارہا تھا، اس قافلہ میں مکہ کے ہر گھر کا کچھ نہ کچھ حصہ تھا اور اس تجارتی قافلے سے انہیں بڑے منافع کی توقع تھی اور یقیناً جب قافلہ تجارت سے واپس لوٹتا تو اس کے منافع کا ایک کثیر حصہ ضرور مسلمانوں کے خلاف استعمال ہوتا، لہٰذا اس موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس قافلہ کے تعاقب کے لئے تقریباً ڈیڑھ سو مہاجرین کے ساتھ روانہ ہوئے، اس تجارتی قافلہ کی راہ میں رکاوٹ بننے کا مقصد یہ تھا کہ اس سے قریش مکہ پر اقتصادی دباؤ پڑے گا، اور وہ معاشی بحران میں مبتلا ہو جائیں گے اور اس تجارت سے جو مسلمانوں کو نقصان پہنچ سکتا تھا، اس کا خطرہ کسی حد تک ٹل جائے گا، چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کے ساتھ اس تجارتی قافلہ کی تلاش میں نکلے اور ینبوع (جو کہ مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ کے راستہ میں ایک ساحلی علاقہ ہے اور آج کل وہاں ایک شاندار شہر تعمیر ہو چکا ہے) کے قریب ایک مقام تک پہنچے، جس کا نام ذوالعشیرہ ہے لیکن یہاں پہنچ کر معلوم ہوا کہ وہ قافلہ تو کئی روز قبل یہاں سے نکل چکا ہے، لہٰذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چند قبائل سے معاہدہ کرکے واپس مدینہ منورہ تشریف لے آئے، اس دوران ماہ رجب المرجب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جماعت حضرت عبداللہ بن جحش کی قیادت میں روانہ کی جس کے ذمہ تھا کہ وہ قریش کی نقل و حرکت پر نظر رکھے، اتفاقیہ طور پر اس جماعت کی قریش کے ایک چھوٹے سے قافلہ سے مڈ بھیڑ ہوگئی اور کفارہ کا ایک آدمی...... عمرو بن الحضرمی مارا گیا، یہ پہلا کافر ہے جو مسلمانوں کے ہاتھوں مارا گیا، اس واقعہ کی اطلاع پر قریش مکہ نے انتقام لینے کی ٹھانی، ادھر رمضان کے مہینے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی کہ ابوسفیان کا قافلہ شام سے واپس لوٹ رہا ہے، اور مدینہ کے راستہ مکہ مکرمہ کی طرف جائے گا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کو جمع کرکے فرمایا کہ یہ قریش کا قافلہ ہے، جنہوں نے تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا اور تمہارے اموال پر ناجائز قبضہ کرلیا ہے، چلو شاید اللہ پاک یہی قافلہ تمہیں دیدے، مسلمان بڑی عجلت کے ساتھ چل پڑے، جو جس حال میں تھا نکل پڑا ادھر ابو سفیان نے بھی قافلہ کی حفاظت کے پیش نظر شام سے روانہ ہوتے ہی چند جاسوس آگے کی طرف بھیج دیئے تھے، ان جاسوسوں نے اطلاع دی کہ محمد اور اس کے اصحاب تمہارے انتظار میں ہیں، ابوسفیان نے فوراً ایک قاصد مکہ مکرمہ کی طرف یہ پیغام دے کر بھیجا کہ قریش مکہ اپنے قافلہ کو بچائیں اور خود ابوسفیان راستہ بدل کر قافلہ کو دریا کی جانب سے صحیح سلامت لے کر نکل گیا۔ قاصد نے مکہ پہنچ کر اطلاع دی تو کفار مکہ میں ہلچل مچ گئی اور چونکہ ابھی عمرو بن حضرمی کے قتل کا واقعہ بھی تازہ تھا، لہٰذا جوشِ انتقام میں اور اضافہ ہو گیا اور وہ پوری تیاری کے ساتھ روانہ ہوئے، ابھی راستہ میں ہی تھے کہ ان کو ابوسفیان کا یہ پیغام ملا کہ "تم صرف اپنے اپنے قافلہ کو بچانے کے لئے آرہے تھے، لیکن اس کو اللہ نے بچالیا اب واپس مکہ کی طرف چلو" لیکن ابوجہل نے غرور اور تکبر سے سرشار لہجہ میں کہا "جب تک ہم مقام بدر میں پہنچ کر تین دن تک کھانی کرا اور گا بجا کر خوب مزے نہ اڑالیں اس وقت تک ہرگز واپس نہ ہوں گے۔"

ابوجہل کے ان الفاظ سے قبائل کے جذبات پھر برانگیختہ ہو گئے اور مشرکین کا لشکر پوری تیاری کے ساتھ مقام بدر کی طرف روانہ ہو گیا، اس قافلہ میں اس وقت کا کون سا جنگی سامان نہ تھا؟ اور قافلے والوں کا دل بہلانے کے لئے کون سی چیزیں نہ تھیں سب ہی کچھ تھا:

تفنگ و نیزہ و خنجر، شراب و نغمہ و ساقی

آنحضرت ﷺ کا صحابہ کرامؓ سے مشورہ

ادھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب قریش مکہ کی جنگی تیاریوں کی اطلاع ملی تو آپ نے مہاجرین و انصار کو مشورہ کے لئے جمع فرمایا، بعض حضرات نے مشورہ دیا کہ ہم جنگ کے ارادے سے نہیں نکلے، لہٰذا اس بے سروسامانی کی حالت میں جنگ لڑنا مناسب نہیں، لہٰذا واپس مدینہ لوٹ جایا جائے، لیکن حضرت ابوبکر صدیقؓ فوراً کھڑے ہو گئے اور تعمیل ارشاد کا یقین دلاتے ہوئے اپنی جاں نثاری کا اظہار فرمایا کہ: "آپ کی خاطر تن، من،

دشمن، سب حاضر ہے"حضرت عمر بن الخطابؓ نے بھی اسی جاں نثاری کا ثبوت دیا، مہاجرین کے دو بڑے سرکردہ رہنماؤں کے اظہار وفاداری کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نظریں انصار پر لگی ہوئی تھیں کیونکہ انصار نے بیعت عقبہ کے وقت یہ وعدہ کیا تھا کہ ہم اپنے شہر میں آپ کی حفاظت کریں گے اور آپ کے دشمنوں سے لڑیں گے، لیکن اب تو مدینہ منورہ سے دُور بظاہر اتفاقیہ جنگ کا موقع پیش آیا گیا تھا، آگے دیکھنا تھا کہ انصار مدینہ ساتھ دیں گے یا نہیں، چنانچہ حضرت مقداد بن الاسود رضی اللہ عنہ جو انصار مدینہ میں ممتاز حیثیت رکھتے تھے، کھڑے ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! جس چیز کا اللہ نے آپ کو حکم دیا ہے، اس کو انجام دیجئے، ہم سب آپ کے ساتھ ہیں، خدا کی قسم ہم بنی اسرائیل کی طرح یہ ہرگز نہیں کہیں گے کہ: "اے موسیٰ تم اور تمہارا رب جا کر لڑو ہم تو یہیں بیٹھے ہیں، بلکہ ہم اس کے برعکس یہ کہیں گے کہ: آپ اور آپ کا پروردگار جہاد و قتال کریں ہم بھی آپ کے ساتھ جہاد و قتال کریں گے، حضرت مقدادؓ کے اس ارشاد کو حفیظ جالندھری نے اس طرح نظم کیا ہے:

معاذ اللہ مثیلِ امت موسیٰ نہیں ہیں ہم
جہاں میں پیروانِ دین ختم المرسلیںؐ ہیں ہم
ہمارا فخر یہ ہے ہم غلامانِ محمدؐ ہیں
ہمیں باطل کا ڈر کیا زیرِ دامانِ محمدؐ ہیں
مسلماں کو ڈرا سکتے ہیں کب یہ نیزہ و خنجر
لڑیں گے سامنے ہوکر، عقب پروا ئیں یا بائیں پر

اس کے بعد حضرت سعد بن معاذؓ جو کہ انصار کے سرداروں میں سے تھے، کھڑے ہوئے اور کہا:

اگر ارشاد ہو بحرِ فنا میں کود جائیں ہم
ہلاکت خیز گردابِ بلا میں کود جائیں ہم
نبی کا حکم ہو تو پھاند جائیں ہم سمندر میں
جہاں کو محو کر دیں نعرہ "اللہ اکبر" میں
قریش مکہ تو کیا چیز ہیں دیووں سے لڑ جائیں
سنانِ نیزہ بن کر سینۂ باطل میں گڑ جائیں

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ان بلند عزائم کو دیکھ کر آپ کا چہرۂ انور فرطِ مسرت سے دمک اٹھا اور چہرۂ نبوت عرش معلی کی طرف اٹھ گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ اٹھا کر دعائے خیر فرمائی اور دعا کے بعد مسلمانوں کو فتح و نصرت کی نوید سنائی، چنانچہ مسلمان بھی مدینہ منورہ سے مقام بدر کی طرف روانہ ہوگئے۔

کفر و اسلام کا لشکر

مقامِ بدر میں کفر اور اسلام دونوں کے لشکر آمنے سامنے ہیں، ایک طرف مشرکین کا ایک ہزار کا لشکر، امراءِ قریش سرخ اونٹوں پر سوار، ۶۰۰ زرہ پوش، ہر قسم کا سامان اور اسلحہ سے لیس، خیموں کی بہتات اور ۷۰۰ اونٹ ساتھ تھے، مقام بدر میں مسلمانوں کی بے سروسامانی کا حال حفیظ جالندھری کے الفاظ میں یہ تھا:

نکل کر شہر سے تعداد دیکھی جاں نثاروں کی
تو گنتی تین سو تیرہ تھی ان اطاعت گزاروں کی
سلاحِ جنگ یہ تھا آٹھ تلواریں تھیں چھ زرہیں
غنا کا رنگ یہ تھا چیتھڑوں میں بیسیوں گرہیں
زیادہ لوگ پیدل تھے سواری پر بہت تھوڑے
کہ ستر اونٹ تھے بہر سواری اور دو گھوڑے
ہلا دیتی تھی کہساروں کو جن کی دھاک، پیدل تھے
جناب حمزہ کیا، خود صاحب لولاک پیدل تھے
نہ زرہیں تھیں، نہ ڈھالیں تھیں نہ خنجر تھے نہ شمشیریں
فقط خاموش تسکینیں تھیں، فقط پر جوش تکبیریں
کوئی ساماں نہیں تھا ایک ہی ساماں تھا ان کا
خدا واحد، نبی صادق ہے، یہ ایماں تھا ان کا
بنا کر اپنے سینوں کی سپر آیتِ قرآں کو
بظاہر چند تنکے روکنے آئے تھے طوفاں کو

ادھر ۱۶/ رمضان المبارک جمعرات کا سورج غروب ہوا دونوں لشکر اپنے اپنے پڑاؤ میں اپنی اپنی من پسند مصروفیتوں میں محو تھے، دونوں لشکروں کی مصروفیتوں کا موازنہ حفیظ جالندھری نے یوں نظم کیا:

وہاں عیش و طرب نے کردیئے افلاک پر بستر
یہاں ان خاکساروں نے بچھائے خاک پر بستر
وہاں خم شتر بھی، سرکشی مے کی روانی بھی
برائے ساقیِ کوثرؐ یہاں کمیاب پانی بھی
وہاں خونخوار تلواروں نے دھاریں سان پر رکھیں
نہتوں نے یہاں آنکھیں فقط ایمان پر رکھیں
وہاں بھوکی نگاہیں باوجود فارغ البالی
یہاں آنکھوں میں استغنیٰ مگر جیبِ شکم خالی
وہاں بوجہل محو استراحت خوابِ غفلت میں
یہاں اللہ کا محبوب محرابِ عبادت میں
سلا کر پہلوؤں میں سب کو، سوئی بدر کی وادی
نہ تھا بیدار کوئی ہاں مگر اسلام کا ہادی
یہ پُر انوار آنکھیں اشک کی لڑیاں پروتی تھیں
خدا کے سامنے خلقِ خدا کے غم میں روتی تھیں
پڑے تھے ایک طرف افرادِ امت خوابِ راحت میں
محمدؐ کی زباں وقفِ دعا تھی فکرِ امت میں

کفر و اسلام صف بہ صف

۱۷/ رمضان المبارک کو جب صبح ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ کی تیاری کی، حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی رائے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قیام کے لئے ایک اونچے ٹیلہ پر گھاس پھوس اور کھجور کے پتوں سے ایک چھپر تیار کیا گیا، یہ چھپر ایک ایسے بلند ٹیلہ پر بنایا گیا تھا، جہاں سے پورا میدان کارزار نظر آتا تھا، یہ دنیا کے سب سے جلیل القدر سپہ سالار کا "کنٹرول روم" تھا۔

۱۷ ویں رمضان المبارک کے سورج کے طلوع کے ساتھ کفر و اسلام کے لشکر بھی طلوع ہوئے:

کھڑے تھے روبرو اب صف بہ صف حق، صف بہ صف باطل
ادھر حق سر بکف موجود، ادھر خنجر بکف باطل
ادھر وہ جن کے دم سے ہوگیا اسلام پائندہ
ادھر کفار کی دنیا کا ہر کافر نمائندہ
عیاں تھا ایک جانب نور، ظلمت دوسری جانب
صداقت ایک جانب اور طاقت دوسری جانب
ادھر اعلائے ایماں کو ادھر تکذیب کرنے کو
ادھر تعمیر کرنے کو ادھر تخریب کرنے کو
ادھر مسلم ادھر مشرک ادھر مومن ادھر کافر
پدر مسلم پسر مشرک، پسر مومن پدر کافر
ادھر تقدیر پر شاکر، ادھر تدبیر پر تکیہ
ادھر فضل خدا پر ناز، ادھر شمشیر پر تکیہ
نہ دیکھا تھا کبھی خورشید نے پہلے یہ نظارہ
ادھر ایمان صف آراء، ادھر شیطان صف آراء

مسلمانوں کی صف بندی کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چھپر میں تشریف لے آئے، اتنے میں مشرکین کی فوج نے لات وہبل کا نعرہ لگایا، اگلی صف سے سردار لشکر، رئیس مکہ، عتبہ بن ربیع نکلا، پیچھے شیبہ اور ولید چلے آئے، اسلامی لشکر کے آگے کھڑے ہوکر انہوں نے للکارا ''جسے موت کی آرزو ہو آگے بڑھے'' تین انصاری مقابلے کے لئے نکلے، عتبہ نے کہا: تم ہم سے لڑوگے؟ جاؤ محمد کے گھرانے والوں کو بھیجو، مسلمانوں کے لشکر سے مہاجرین نکلے اور لشکر اسلام سے ''یا حی یا قیوم'' کا نعرہ بلند ہوا، حضرت حمزہؓ کے مقابلہ میں عتبہ بن ربیع مارا گیا، حضرت علیؓ کے آگے ولید جیسا بہادر پڑا دم توڑ رہا تھا، جبکہ عبیدہ اور شیبہ دونوں زخمی ہوگئے تھے، حضرت علیؓ اور حضرت حمزہؓ نے حضرت عبیدہ کو سہارا دیا اور شیبہ کو قتل کردیا، اپنے تین بہادروں کو اس طرح ختم ہوتا دیکھ کر مشرکین مکہ نے مسلمانوں پر حملہ بول دیا اور حق و باطل ایک دوسرے پر جھپٹ پڑے، اب عام جنگ شروع ہوگئی۔ حضرت حمزہؓ، علیؓ، زبیرؓ، ابودجانہؓ، مقدادؓ اور سعد جیسے شیر اپنے کچھار سے نکل چکے تھے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا

اس دوران جبکہ گھمسان کی جنگ ہورہی تھی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکرؓ کو ساتھ لئے ہوئے چھپر کے دروازے پر کھڑے ہوگئے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب واحباب کی قلت اور بے سروسامانی کو اور دشمن کی کثرت اور قوت کو دیکھا تو نماز کے لئے کھڑے ہوگئے اور دیر تک ہاتھ پھیلائے ہوئے یہی دعا فرماتے رہے کہ: ''اے اللہ! اگر یہ جماعت ہلاک ہوگئی تو پھر زمین پر تیری پرستش نہیں ہوگی۔''

تیرے پیغام کی آیات ہیں ان کی زبانوں پر
مدار قسمت توحید ہے ان چند جانوں پر
اگر اغیار نے ان کو جہاں سے محو کر ڈالا
قیامت تک نہیں پھر کوئی تجھ کو ماننے والا
الٰہی اب وہ عہد لیلۃ المعراج پورا کر
محمدؐ سے جو وعدہ ہوچکا ہے آج پورا کر

اللہ تعالیٰ نے فتح ونصرت کا وعدہ فرمایا تھا، اس کو پورا بھی فرمایا، مسلمانوں کو فتح ہوئی اور مشرکین کو شکست ہوئی۔ ۷۰ صنادید قریش جہنم واصل ہوئے اور ۷۰ گرفتار ہوئے۔ ابوجہل انصار کے دو نوجوانوں معاذ اور معوذ کے ہاتھوں زخمی ہوا، اور بعدازاں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے اس کا سر کاٹا، ابوجہل کے علاوہ قریش مکہ کے بہت سے جگر پاروں کو عبرت ناک موت کا سامنا کرنا پڑا۔

مسلمانوں میں چودہ صحابہ کرامؓ کو شہادت نصیب ہوئی:

شہادت آخری منزل ہے انسانی سعادت کی
وہ خوش قسمت ہیں مل جائے جنہیں دولت شہادت کی
شہادت پاکے ہستی زندۂ جاوید ہوتی ہے
یہ رنگیں شام صبح عید کی تمہید ہوتی ہے
اسی رنگت کو ہے ترجیح اس دنیا کی زینت پر
خدا رحمت کرے ان عاشقان پاک طینت پر

غزوۂ بدر کے نتائج

غزوۂ بدر ایک انقلاب آفرین اور تاریخ ساز واقعہ ہے، اگر اس غزوۂ میں مسلمانوں کو شکست ہوجاتی تو بنی نوع انسان کی تاریخ کچھ اور ہوتی۔

غزوۂ بدر کو اگر نتائج کی روشنی میں دیکھا جائے تو اس کے دو پہلو ہمارے سامنے آتے ہیں، ایک پہلو یہ کہ اس غزوہ میں مسلمانوں کی فتح سے مسلمان قریش مکہ کے مقابلہ میں برابر کے فریق بن چکے تھے، عرب کے قبائل اور خصوصاً قریش مکہ پر مسلمانوں کی عسکری اور فوجی دھاک بیٹھ گئی اور تمام قبائل کو اس بات کا احساس ہوگیا کہ مسلمانوں کو ختم کرنا اور طاقت کے ذریعہ ان کا استیصال کرنا ناممکن ہے، اس وجہ سے یہود اور مدینہ منورہ میں موجود دوسرے قبائل نے مسلمانوں کے ساتھ مسلح جدوجہد ترک کردی۔

اس فتح سے مسلمانوں کے سیاسی اور ثقافتی اثر و رسوخ میں بھی اضافہ ہوا اور اس طرح سے اسلامی تحریک کو مدینہ سے نکل کر سارے عرب میں پھیلنے کے لئے راہیں مل گئیں اور ایک اہم فائدہ اس فتح سے یہ ہوا کہ قریش کی قدیم تجارتی شاہراہ غیر محفوظ ہوگئی اور یہ قریش کی اقتصادی پوزیشن کے لئے ایک سخت خطرہ تھا اور وہ مال واسباب جو اس تجارت کے ذریعہ مسلمانوں کے خلاف جنگوں اور ریشہ دوانیوں میں استعمال ہوسکتا تھا، اس پر ایک زبردست چوٹ پڑی اور یہ مسلمانوں کی بہت بڑی کامیابی تھی۔

غزوۂ بدر کے اگر دوسرے رخ کو دیکھا جائے یعنی یہ کہ اگر مسلمانوں کو اس جنگ میں شکست ہوتی تو مسلمانوں اور بنی نوع انسان کے لئے کیا مضر اثرات مرتب ہوئے۔☆☆☆

حضرت علی المرتضیٰ رضؓ عظمت وکردار!

''حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شخصیت'' کے عنوان سے معنون مضمون استاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ کا افادۂ عام کے لئے پیش خدمت ہے، جوانہوں نے مدرسہ سراج العلوم لودھراں صفر ۱۴۳۰ھ کو تقریری مقابلہ میں فرمایا، حق تعالیٰ شانہ قارئین کے لئے تقویت ایمان اور صراط مستقیم کا کامل ذریعہ بنائے۔ آمین۔ (ادارہ)

ضبط وترتیب: مولانا مفتی ظفر اقبال مدظلہ

تمہید:

آپ کے اجتماع میں اللہ رب العزت نے شرکت کی توفیق دی۔ یہ میرے لئے سعادت ہے۔ میں اس وقت دو چار باتیں آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں۔ آپ توجہ فرمائیں:

یہ سلسلہ جو آپ حضرات نے شروع کیا ہے۔ الحمدللہ! بہت مفید ہے۔ نوجوان مقابلے میں آ کر مطالعہ کرتے ہیں۔ معلومات مہیا کرتے ہیں۔ پھر ان کی ادائیگی تحریراً وتقریراً مقابلے میں آ کر زیادہ اچھے انداز میں ہوتی ہے۔ اس طرح سے مختلف موضوعات پر نوجوانوں کا ذہن کھلتا بھی ہے اور آئندہ کام کرنے کے لئے تیار بھی ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی اس جدوجہد کو قبول فرمائے اور مزید ترقی نصیب فرمائے۔ آمین!

اس اجتماع میں جو عنوان متعین کیا گیا ہے وہ ہے ''حضرت علیؓ کی شخصیت'' اس پر بحث کرتے ہوئے مختصر الفاظ میں کہتا ہوں کہ دو باتیں آپ پیش نظر رکھیں۔ کیونکہ یہ شخصیت ان شخصیات میں سے ہے کہ جن کے بارے میں لوگوں میں افراط وتفریط پایا جاتا ہے اور جہاں افراط وتفریط ہو وہاں نقطۂ اعتدال کو ملحوظ رکھنا بہت ضروری ہوتا ہے اور اپنے اکابر کی یہی شان ہے۔

''علی! تیرے اندر عیسیٰ کی مثال موجود ہے''

مشکوٰۃ شریف میں مناقب میں حضرت علیؓ کی منقبت میں ایک روایت ہے۔ خود حضرت علیؓ ہی اس کے راوی ہیں۔ حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ سرورکائنات ﷺ نے فرمایا کہ علی! تیرے اندر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مثال موجود ہے۔ یعنی تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں دو قسم کے گروہ گمراہ ہوئے۔ یہ اسی روایت میں ہے۔ (مشکوٰۃ ص ۵۶۵)

عیسائیوں نے تعریف کے انداز میں افراط کیا ہے اور درجے سے بڑھایا اور ان کی طرف ایسی صفات کی نسبت کی جس سے ان کو الوہیت کی طرف لے گئے۔ بندگی سے نکال لیا۔ یہ افراط ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں عیسائیوں نے اختیار کیا۔ قرآن کریم نے ان کا عقیدہ نقل کیا ہے: ''ثالث ثلٰثۃ'' ہو یا ''ان اللّٰہ ھو المسیح بن مریم'' ہو۔ یہ بندوں کی حدود سے نکال کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو الوہیت کی حدود میں لے گئے۔ یہ تعریف میں افراط ہے۔

دوسرا گروہ گمراہ ہوا یہود کا۔ جنہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں انتہائی تفریط سے کام لیا۔ کوتاہی کی۔ حتیٰ کہ ان کی پاک دامن ماں حضرت مریم علیہا السلام پر بھی تہمت لگائی۔ نعوذ باللہ! ان کی بھی غلط کردار کی حامل قرار دیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو غلط عمل کا نتیجہ قرار دیا۔ انہوں نے اتنی کوتاہی کی تو دو گروہ گمراہ ہوگئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وجہ سے محب مفرط اور عدو مفرط۔ ایک کوتاہی کے انداز میں گمراہ ہوا اور ایک تعریف کے انداز میں گمراہ ہوا اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تیرے اندر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مثال موجود ہے۔

پھر حضرت علیؓ نے فرمایا کہ دو گروہ میرے بارے میں ہلاک ہوں گے۔ ایک وہی محب مفرط۔ بعض لوگ تو میری تعریف اس انداز میں کریں گے کہ جیسے عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کی اور بندوں کی حدود سے نکال کر الوہیت کی طرف لے گئے۔ یہ بھی ویسے ہی گمراہ ہوں گے جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعریف کرنے والے گمراہ ہوئے۔ اور ایک گروہ میرے میں تفریط کا شکار ہوگا۔ وہ میرے بارے میں اس قسم کی باتیں کریں گے اور ایسے بہتان لگائیں گے کہ میرے اوپر جو میرے اندر موجود نہیں تو جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں دو گروہ گمراہ ہوئے میرے بارے میں بھی دو گروہ گمراہ ہوں گے۔ ایک میری تعریف کرنے والے میرے محب جو حد سے مجھے آگے بڑھائیں گے اور ایک میرے دشمن جو میری طرف ایسی باتیں منسوب کریں گے جو میرے اندر موجود نہیں ہیں اور وہ خواہ مخواہ میرے اوپر تہمت اور بہتان باندھیں گے۔ ان دو گروہوں کی نشان دہی خود حضرت علیؓ نے کی کہ میری وجہ سے یہ دو گروہ گمراہ ہوں

گے۔ آپ جانتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں صحیح عقیدہ کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں۔ اللہ کے رسول ہیں۔

حضرت علیؓ کی عظمت وکردار اہل سنت کی نظر میں:

حضرت علیؓ کے بارے میں ہمارے اکابر کا عقیدہ کیا ہے کہ آپ السابقون الاولون میں شامل ہیں۔ من المہاجرین والانصار قرآن کریم نے جنہیں کہا اور سرورکائنات ﷺ کے گھر میں پرورش پائی۔ نو سال کی عمر تھی جب ایمان لائے۔

☆...... بچوں میں سب سے پہلے ایمان لانے والے حضرت علیؓ ہیں۔

☆...... بڑوں میں سے حضرت ابوبکر صدیقؓ سب سے پہلے ایمان لانے والے ہیں۔

☆...... عورتوں میں سے حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ سب سے پہلے ایمان لانے والی ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں پوری زندگی ساتھ رہے۔ ۲۳ سال رسول اللہ ﷺ کی رفاقت رہی۔ مکہ میں جو مظالم باقی مومنوں نے برداشت کئے انہوں نے بھی برداشت کئے۔ مدینہ منورہ میں آنے کے بعد ہر غزوہ میں شریک رہے۔ کسی غزوے میں پیچھے نہیں رہے۔ غزوات جتنے بھی ہوئے حضرت علیؓ ان میں شریک رہے۔ جو ہمارے اکابر کا عقیدہ ہے۔ وہ یہ ہے کہ افضل الامت حضرت ابوبکر صدیقؓ۔ ان کے بعد دوسرا نمبر حضرت عمرؓ۔ تیسرا نمبر حضرت عثمانؓ۔ جبکہ چوتھے نمبر پر حضرت علیؓ ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ صدیقیت خلیفہ راشد مہدی۔ حضرت عمرؓ بھی خلیفہ راشد مہدی۔ حضرت عثمانؓ خلیفہ راشد مہدی۔ حضرت علیؓ خلیفہ راشد مہدی۔ خلفائے راشدین ان چاروں کے مجموعے کا نام ہے اور یہ خلافت راشدہ جو سرورکائنات ﷺ کے بعد نبوت کا ضمیمہ سمجھی جاتی ہے۔ اس کے گویا کہ یہ آخری خلیفہ ہیں۔ اپنے اکابر کا حضرت علیؓ کے متعلق یہ عقیدہ ہے۔

علی کو رب ماننے والے آگ میں جلے:

باقی ان کے متعلق دوسرا فریق پیدا ان کی زندگی میں ہی ہوگیا تھا۔ آپ میں سے جس نے مشکوٰۃ پڑھی ہے اس نے پڑھا ہوگا باب قتل المرتدین (ص ۳۰۷) میں مذکور ہے کہ حضرت علیؓ نے ایک گروہ کو پکڑ کر زندہ جلا دیا تھا اور وہ گروہ کون تھا جن کو زندہ جلایا تھا۔ اس حاشیہ میں ساری شرح لکھی ہے۔ مشکوٰۃ شریف میں کہ وہ یہ تھے جو کہتے تھے کہ یہ علی رب ہے اور اس کو ربوبیت والی شان حاصل ہے۔ گویا کہ ان کو بندوں کی صف سے نکال کر عیسائیوں کی طرح جیسے عیسائی اپنے پیغمبر کو حدود الوہیت میں لے گئے۔ حضرت علیؓ کی تعریف کرنے والے بھی ان کو حدود الوہیت میں لے گئے۔ رب قرار دیا اور جب حضرت علیؓ کو پتہ چلا تو آپ نے ان کو پکڑوایا اور پھر ان کو زندہ جلا دیا۔

مشکوٰۃ کے متن میں ہے کہ جب ابن عباسؓ کو معلوم ہوا کہ حضرت علیؓ نے ان کو زندہ جلا دیا ہے۔ ابن عباسؓ نے کہا کہ اگر میں موجود ہوتا تو میں ان کو زندہ نہ جلانے دیتا۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

”لاینبغی ان یعذب بالنار

الارب النار۔“

(مشکوٰۃ ۳۰۷، ابوداؤد ج۲، ۲/۳۵۸)

ہاں! البتہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو اپنا دین بدلے اس قتل کردو۔ تو میں ان کو قتل کروادیتا۔ زندہ جلانے سے روکتا۔ (یہ حدیث بخاری ۲/۱۰۲۳ پر بھی ہے) اس روایت سے معلوم ہوگیا کہ ان کے متعلق ایسے عقائد کی ابتداء ان کی زندگی میں ہوگئی تھی۔ لوگوں نے اس قسم کے پروپیگنڈے کرنے شروع کردیئے تھے جن کو سزا خود حضرت علیؓ نے اپنے ہاتھوں سے دی ہے تو ساتھ لطیفہ بھی لکھا تاریخ میں بھی کہ جو بچ بچا گئے تھے ادھر ادھر بھاگ کر وہ کہنے لگے کہ یہ تو ایک اور دلیل مل گئی کہ علی رب ہیں۔ علیؓ کے رب ہونے کی کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ آگ کے ساتھ عذاب دینا رب النار کا کام ہے اور حضرت علیؓ نے جو آگ کے ساتھ عذاب دیا ہے تو معلوم ہوگیا کہ علی رب النار ہے۔ انہوں نے الناس کو اپنے فہم کے ساتھ اس طرح کرلیا۔

بہرحال یہ افراط والوں کی بات تھی اور تفریط کرنے والوں نے جو کچھ کیا ہے۔ یہ بات تو ہمارے ملک کے اندر بھی بہت پھوٹی حضرت علیؓ کے متعلق ان پر تنقید وہ ایک مستقل باب ہے۔ شاید ہمارے یہ طلبہ جو کہ الحمدللہ! حق علماء کی کتابوں سے استفادہ کرتے ہیں۔ وہ اس پہلو کو اپنے بیانات کے اندر نمایاں کریں گے۔

حضرت معاویہؓ کی عظمت:

تفریط کرنے والے جو لوگ ہیں حضرت علیؓ کے دور میں اختلاف جو ہوا اس کا زیادہ تر حصہ حضرت معاویہؓ کے ساتھ ہے اور یا جو خارجی لوگ پیدا ہوئے تھے ان کے ساتھ جھگڑا دونوں فریقوں کے ساتھ حضرت علیؓ کی لڑائیاں ہوئی ہیں اور دونوں کا حقیقت پسندانہ جائزہ لینا آپ نوجوانوں کا کام ہے۔ جہاں تک حضرت معاویہؓ کے متعلق ہمارا اور ہمارے اکابر کا نظریہ ہے وہ یہ ہے کہ حضرت معاویہ صحابی ہیں۔ سرورکائنات ﷺ کے کاتب وحی ہیں اور آپ ﷺ کی زوجہ مطہرہ ام حبیبہؓ کے بھائی ہیں۔ حضرت معاویہؓ سب مومنین کے ماموں لگے۔ بہت اعلیٰ درجے کے صحابی ہیں۔ سرورکائنات ﷺ نے ان کے لئے دعا کی کہ یا اللہ ان کو ہادی اور مہدی بنا۔

(مشکوٰۃ ۲/۵۷۹، ترمذی ۲/۲۲۳)

حضرت معاویہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے ایک دفعہ کہا کہ معاویہ جب تو حاکم بن جائے تو عدل کرنا۔ مجھے اس وقت خیال آیا کہ شاید اللہ کی طرف سے میرے لئے کوئی موقع ایسا آنے والا ہے تو رسول اللہ ﷺ کی پیشگوئی پوری ہوئی اور ان کو اقتدار ملا۔ کیسے ملا؟۔ تاریخی قصہ ہے اور لمبا ہے۔

ساری دنیا کے ابدال حضرت وحشیؓ کے درجے کو نہیں پہنچ سکتے:

لیکن جب تقابل کریں گے آپ تو تقابل میں بہت احتیاط کرنے کی ضرورت ہے۔ ایک ایسا صحابی جس نے رسول اللہ ﷺ کو صرف ایک مجلس میں ایک نظر دیکھا ہو جس کی مثال حضرت وحشی بن حربؓ ہیں جو قاتل حمزہؓ ہیں۔

حضرت حمزہؓ کا قاتل۔ فتح مکہ کے موقعہ پر اس کا خون حلال کردیا گیا تھا کہ کہیں بھی اس کو پناہ نہیں۔ جہاں ملے اس کو قتل کردو۔ وہ بھاگ گیا تھا۔ بھاگ گئے کے بعد وہ کسی قوم کی طرف سے قاصد بن کر آیا۔ اس کو معلوم تھا کہ حضور ﷺ قاصدوں کو قتل نہیں کرتے۔ جب وہ سامنے آیا اور اس نے ایمان کا اظہار کیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا تھا کہ تو وہی ہے جس نے میرے چچا حمزہؓ کو قتل کیا تو انہوں نے جواب دیا تھا جی۔ جیسے آپ نے سنا یقینی جیسے آپ نے سنا ویسے ہی بات ہے۔ میں ہی قاتل ہوں تو رسول اللہ ﷺ نے اس کا ایمان قبول فرمالیا۔ لیکن ساتھ کہا کہ ہوسکے تو میرے سامنے نہ آیا کر۔ اپنے چہرے کو مجھ سے چھپا کر رکھ۔ بات وہی کہ جب تو سامنے آتا ہے تو چچا یاد آتا ہے۔ اس کے اوپر جو ظلم ہوا تھا وہ سارے کا سارا یاد آتا ہے۔ پھر وحشیؓ وہاں سے چلے گئے اور حضور ﷺ کی زندگی میں سامنے نہیں آئے۔

اتنا سا ہوا ہے کہ سامنے آئے ہیں۔ ایمان لائے ہیں اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تو میرے سامنے نہ آیا کر۔ یہ صحابی صحابہؓ کی جماعت میں سے ایک ایسا ہے جس کے بارے میں صراحت ہے کہ ان کو بہت تھوڑا وقت حضور ﷺ کی مجلس میں ملا ہے۔ بس رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے اور ایمان لائے ہیں۔ اہل سنت والجماعت کے عقیدے کے مطابق پوری دنیا کے اولیاء اللہ، غوث، قطب، ابدال اکٹھے کرلو۔ وحشیؓ کے درجے کو نہیں پہنچ سکتے۔ حضرت وحشیؓ کا درجہ سب سے اوپر ہے۔ صحابی کی نسبت کا مقابلہ کسی دوسرے کے ساتھ کیا ہی نہیں جاسکتا۔ تو جس نے تیئس سال ساتھ گزارے ہیں اور دن رات ساتھ گزارے ہیں۔ بھائیوں کی طرح ہیں۔ داماد ہیں۔ بیٹوں کی جگہ ہیں تو آپ جانتے ہیں کہ ان کی شان کتنی اونچی ہوگی۔ اس لئے حضرت معاویہ کے ساتھ تقابل کرتے وقت حضرت معاویہؓ کی شان کتنی اونچی ہوگی جو رسول اللہ ﷺ پر ایمان لائے۔ غزوات میں شریک ہوئے۔ سارے کے سارے کام ہوئے۔ وہ تو بہت بڑے صحابہ میں شامل ہیں۔ اس لئے اس تقابل میں اس بات میں احتیاط کرنی ہے کہ حضرت معاویہؓ کی شان میں بھی کوئی بھی کسی قسم کا ایسا لفظ نہ نکلے جس کے ساتھ کوئی یہ کہہ سکے کہ ان کے دل میں حضرت معاویہؓ کی عزت نہیں ہے۔ ان کے اختلافات بڑوں کے اختلافات ہیں۔ ہمیں دونوں کا احترام کرنا ہے اور کسی کے متعلق آپ نے زبان سے کوئی ایسی بات نہیں کرنی۔

حضرت علیؓ حضرت معاویہؓ سے افضل اور اولیٰ بالحق ہیں:

لیکن اس اختلاف میں ہمارا اور ہمارے اکابر کا قول صاف طور پر کتابوں میں مذکور ہے کہ ہم اس اجتہادی اختلاف میں حضرت علیؓ کو اولیٰ بالحق سمجھتے ہیں اور فضیلت کے اعتبار سے بھی حضرت معاویہؓ کے مقابلے میں حضرت علیؓ کی برتری کے ہی قائل ہیں۔ جیسے میں نے کہا کہ ہم ساری امت میں سے ان چار کو فضیلت دیتے ہیں اور ان کے مقابلے میں کوئی دوسرا صحابی نہیں ہے تو حضرت علیؓ باقی سب صحابہ کے مقابلہ میں افضل ہیں۔ پہلے تین جو ہیں جیسے خلافت کی ترتیب ہے ویسے ہی ان کی فضیلت کی ترتیب ہے اور اس ترتیب کی طرف اشارہ اس آیت میں ہے جو میں نے آپ کے سامنے پڑھی۔ سورۃ حدید میں یہ الفاظ ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "لایستوی منکم من انفق من قبل الفتح وقاتل" فتح سے فتح مکہ مراد ہے۔ صحابہ کرامؓ کو دو حصوں میں تقسیم کردیا۔ ایک وہ ہیں جو فتح مکہ سے پہلے ایمان لائے اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مل کر مشرکوں سے لڑے بھی۔ یہ ہے من قبل الفتح! ایک وہ ہیں جو بعد الفتح۔ مکہ کے فتح ہونے کے بعد جب مکہ فتح ہوگیا تو لاہجرۃ بعد الفتح اعلان ہوگیا۔ اس کے بعد مکہ سے مسلمان ہوکر مدینہ میں جانے والے کو مہاجر نہیں کہتے۔ ہجرت کا خاتمہ ہوگیا۔ یہ بعد الفتح اور قبل الفتح دو جماعتیں بن گئیں۔ قرآن کہتا ہے لایستوی منکم من انفق من قبل الفتح وقاتل! جس نے فتح مکہ سے پہلے اللہ کے راستے میں خرچ کیا اور جو اللہ کے راستے میں فتح سے پہلے لڑے وہ اور جو من بعد الفتح خرچ کرنے اور لڑنے والے ہیں دونوں برابر نہیں۔ اولئک اعظم درجۃ من الذین انفقوا من بعد وقاتلوا فتح مکہ سے پہلے ایمان لانے والے اللہ کے راستے میں لڑنے والے، اللہ کے راستے میں خرچ کرنے والے اعظم درجۃ وہ درجے کے اعتبار سے اعظم ہیں من الذین انفقوا من بعد وقاتلوا ان کے مقابلے میں جو فتح مکہ کے بعد ایمان لائے اور پھر انہوں نے اللہ کے راستے میں جہاد بھی کیا تو حضرت علیؓ من قبل الفتح کی فہرست میں سرفہرست ہیں اور حضرت معاویہؓ کا فتح مکہ کے موقع پر ایمان ظاہر ہوا اور بعد میں وہ جہاد میں بھی شریک ہوئے۔ سارے کام کئے۔

لیکن من بعد الفتح میں شامل ہیں۔ من قبل الفتح میں شامل نہیں ہیں تو قرآن کریم کے یہ الفاظ ہمیں صراحت سے بتاتے ہیں کہ قبل الفتح جو ایمان لائے تھے قتال میں آئے۔ وہ سارے کے سارے مکہ کے مہاجرین اور سرور کائنات ﷺ کے مدینہ منورہ جانے کے بعد مدینہ منورہ کے انصار مکہ کے فتح سے پہلے پہلے جو غزوہ بدر میں شریک ہوئے۔ غزوہ احد میں شریک ہوئے۔ غزوہ خندق میں شریک ہوئے۔ حتیٰ کہ غزوہ خیبر

میں شریک ہوئے۔ یہ سارے کے سارے چاہے وہ انصار ہیں چاہے وہ مہاجرین ہیں۔ وہ ان کے مقابلے میں افضل ہیں جو فتح مکہ کے بعد مسلمان ہوئے اور انہوں نے اللہ کے راستے میں خرچ بھی کیا اور اللہ کے راستے میں لڑے بھی۔ اس لفظ کو ہمیشہ اپنی آنکھوں کے سامنے رکھئے۔ جب بھی کوئی اس قسم کی تفصیل کی بات آئے تو من قبل الفتح و بعد الفتح کا فرق کرنا یہ بات قرآن کریم کی آیت صراحت کے ساتھ بتاتی ہے۔

حضرت علیؓ و معاویہؓ کے بارے میں راہ اعتدال:

باقی یہ ہے کہ عقیدہ رکھنا ہے قرآن وحدیث کے مطابق تاریخ سے وہ بات لینی ہے جو قرآن وحدیث کے ساتھ مطابقت رکھے اور ایسی بات آپ نے تاریخ سے نہیں لینی جو قرآن وحدیث سے مخالفت کرنے والی ہو۔ تاریخ کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ اس لئے تاریخ پڑھ پڑھ کر حضرت علیؓ پر تنقید کرنا یا ان کو بعد والوں کے مقابلے میں گھٹیا ثابت کرنے کی کوشش کرنا یا اجتہادی خطا قرار دینا قرآن کریم کے یہ الفاظ اس بات سے منع کرتے ہیں۔ بس ان دو باتوں کو یاد رکھنا ہے نہ تو ایسا افراط ہو جیسے کہ میں نے پہلے حدیث کی روشنی میں عرض کیا اور نہ ایسی تفریط ہو جس طرح سے یہ ناصبی قسم کے لوگ اور خارجی قسم کے لوگ اس زمانے میں تھے جو حضرت علیؓ کے مخالف ہوئے۔ حدیث شریف کے اندر بہت ساری روایتیں ہیں کہ سرور کائنات ﷺ نے فرمایا کہ ایک ایسا ٹولہ ہوگا جو اختلاف امت کے وقت میں دونوں کو چھوڑ کر علیحدہ ہو جائے گا۔ وہ حضرت معاویہؓ کے بھی خلاف اور حضرت علیؓ کے بھی خلاف ہوگا۔ ان لوگوں کے ساتھ جو لڑے گا عملاً وہ اولیٰ بالحق ہوگا۔ صراحت ہے یہ حدیث میں اور یہ بالاتفاق بات ہے کہ یہ ٹولہ جس کو ہم خارجی کہتے ہیں۔ ان کے ساتھ لڑنے کی نوبت حضرت علیؓ کو آئی ہے۔ حضرت معاویہؓ کو ان کے ساتھ لڑنے کی نوبت نہیں آئی۔ لہٰذا حدیث میں یہ الفاظ ہیں جو اپنی زبان سے کہہ رہا ہوں کہ اولیٰ بالحق حضرت علیؓ ہیں۔ اس تقابل میں اولیٰ بالحق حضرت علیؓ ہیں۔ یہ حدیث کے الفاظ ہیں۔ کیونکہ تواتر کے ساتھ یہ بات ثابت ہے کہ اگر ان کے ساتھ لڑائی ہوئی ہے تو حضرت علیؓ کی ہوئی ہے۔

راہ اعتدال سے ہٹے ہوئے لوگ:

بہرحال میں ان نوجوانوں کی خدمت میں اپنے الفاظ کے ساتھ یہی بات واضح کرنا چاہتا ہوں کہ اس میں افراط و تفریط کا شکار نہ ہونا۔ یہ عباسی مردود جو کراچی میں ہوا اس نے کتاب لکھی ”خلافت معاویہ اور یزید“ یا اس کے بعد ایک اور کتاب لکھی ”تحقیق مزید“ یا عظیم الدین کی کتابیں اس قسم کی جتنی بھی ہیں وہ غلط ذہن کی رہنمائی کرتی ہیں۔ جو اس اختلاف کے اندر حضرت علیؓ کو مرجوح اور دوسری پارٹی کو راجح قرار دیتے ہیں۔ یہ ہمارا مسلک نہیں ہے۔ ہم اس سارے اختلاف کے اندر حضرت علیؓ کو افضل قرار دیتے ہیں۔

حضرت علیؓ خلیفہ راشد ہیں۔ مہدی ہیں اور سرور کائنات ﷺ کے بھائی ہیں۔ آپ ﷺ کے داماد ہیں۔ بیٹوں کی جگہ ہیں۔ بہت فضیلتیں ان کو حاصل ہیں۔ اس لئے آپ نے یہ بحث کرتے ہوئے ان دو نقطوں کو لازماً سامنے رکھنا ہے کہ نہ تو تعریف ایسی کرنی ہے جو حدود سے متجاوز ہو اور نہ کوئی ایسا لفظ استعمال کرنا ہے جس سے حضرت علیؓ کی شان میں کوئی تنقیص لازم آتی ہو۔

لیکن ساتھ ساتھ حضرت معاویہؓ کے ادب کو بھی ملحوظ رکھنا ہے کہ اگر اختلاف میں کوئی ایسی بات ہے جو اجتہادی ہے اور حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ جب مجتہد اجتہاد کے مطابق کوئی کام کرتا ہے یا بات کرتا ہے۔ اگر درستگی کو پہنچ جائے تو دوہرا ثواب لیتا ہے۔ درستگی کو نہ بھی پہنچے تو اس کو ایک ثواب ملتا ہے۔ مجتہد گنہگار نہیں ہوا کرتا۔ اس لئے حضرت معاویہؓ کی شان کو بھی ملحوظ رکھنا ہے اور کوئی ایسا لفظ جس سے ان کی بے ادبی کا اشارہ بھی نکلتا ہو آپ سمجھیں کہ ایمان کو نقصان پہنچانے والی بات ہے۔ ان باتوں کی رعایت رکھتے ہوئے قرآن وحدیث سے ہی عقیدہ اخذ کرنا ہے۔ تاریخ سے وہ بات لینی ہے جو قرآن وحدیث کے مطابق چلے۔ ہمارا عقیدہ مسلسل اور متواتر چلا آرہا ہے۔ اہل حق کا اس بات کو آپ نے ملحوظ رکھنا ہے۔

حضرت علیؓ کی شان بیان کریں۔ اس طرح سے کہ اس میں نہ افراط ہو نہ تفریط ہو اور اس کے ساتھ ان اختلافات کو بیان کرتے ہوئے باقی صحابہ کرامؓ کا تذکرہ بھی ادب کے ساتھ کریں۔ احترام کے ساتھ کریں۔ اگر آپ مثال اس کی سمجھنا چاہیں تو یوں ہے کہ گھر میں رہتے ہوئے آپ کا باپ بھی ہے۔ آپ کی ماں بھی ہے۔ اگر ماں اور باپ گھر کے کسی مسئلہ میں آپس میں اختلاف کرلیں۔ آپس میں چاہے وہ اس کو سخت بولے۔ وہ اس کو سخت بولے۔ بچے کا کام نہیں ہے کہ ماں کی حمایت میں باپ کو بے عزت کرے۔ باپ کی حمایت میں ماں کو بے عزت کرے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ دونوں کا ادب کرے۔ بس اسی طرح ہم نے احترام دونوں کا کرنا ہے۔ لیکن جب ترجیح کی بات آئے گی تو ہم کہیں گے کہ اس میں ترجیح حضرت علیؓ کو ہے۔ ہم ان کو راجح قرار دیتے ہیں۔

میرا مسلک بھی ہے میرے اکابر کا مسلک یہی ہے، کتابوں کے اندر صراحت اسی بات کی ہے۔ اس لئے پاکستان میں یہ تحریک جو عباسی نے اٹھائی تھی ہم اس کو ناصبی تحریک سمجھتے ہیں۔ اہل بیت کی وہ تنقیص کرتے ہیں اور حضرت علیؓ کی تنقیص کرتے ہیں اور اس کے مقابلے میں دوسرے فریق کی تعریف ضرورت سے زیادہ کرتے ہیں۔ ہم اس مسلک کے نہیں۔ اس لئے دونوں نقطوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے آپ نے ساری کی ساری بات کرنی ہے۔ افراط و تفریط نہ ہونے پائے۔ دونوں کے اندر اپنے ایمان کا خطرہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو راہ اعتدال اختیار کرنے کی توفیق دے۔ آمین! ☆☆

برکتوں کا موسم

رمضان المبارک

محمد طیب خان سنگھانوی

"رمضان المبارک کا مہینہ جس میں قرآن اترا، لوگوں کی ہدایت اور رہنمائی اور فیصلہ کی روشن باتیں، تو تم میں جو کوئی یہ مہینہ پائے ضرور اس کے روزے رکھے اور جو بیمار یا سفر میں ہو، تو اتنے روزے اور دنوں میں رکھے۔ اللہ تعالیٰ تم پر آسانی چاہتا ہے اور تم پر دشواری نہیں چاہتا اور اس لئے کہ تم گنتی پوری کرو اور اللہ کی بڑائی بولو۔ اس پر کہ اس نے تمہیں ہدایت کی اور کہیں تم حق گزار ہو۔"

روزہ ارکان اسلام میں دوسرا رکن ہے اور ہر عاقل و بالغ، مومن و مسلم مرد و عورت پر فرض ہے۔ فرمایا: تم میں سے جو بھی رمضان المبارک کا مہینہ پائے۔ اسے چاہئے کہ روزہ رکھے۔ اللہ رب العزت کی رحمتوں، برکتوں اور نعمتوں کا موسم قریب ہے، بلکہ کہنا چاہئے کہ آیا ہی چاہتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک کا بڑے اشتیاق کے ساتھ انتظار فرمایا کرتے تھے، جب آپ رجب اور شعبان کا چاند دیکھتے تو دعا فرماتے تھے: "اے اللہ عزوجل! ہمیں رمضان المبارک تک پہنچادے" جب رمضان شریف بالکل قریب آجاتا تو آپ رمضان شریف کی فضیلتوں، برکتوں، رحمتوں اور نعمتوں پر مشتمل خطبے دیتے اور صحابہ کرامؓ کو رمضان المبارک کی برکتوں سے پورا پورا فائدہ اٹھانے کے لئے تیار کرتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ خطبے احادیث کی کتابوں میں محفوظ ہیں اور اللہ عزوجل کا رحم وکرم ہے کہ ہم ان سے بھرپور فائدہ اٹھاسکتے ہیں۔ حضرت سلمان فارسیؓ فرماتے ہیں کہ ایک بار شعبان شریف کی آخری تاریخ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا اور ارشاد فرمایا:

"اے لوگو! رمضان کا مہینہ تم پر سایہ فگن ہو رہا ہے' بڑا عظیم الشان مہینہ ہے' اس میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینوں سے بڑھ کر ہے۔"

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان الفاظ مبارکہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ رمضان المبارک کے ان الفاظ کا مہینہ مومن کی نظر میں کسی قدر بزرگی اور بڑائی کا مہینہ ہے اور شب قدر جسے قرآن حکیم میں بھی ہزار مہینوں سے بہتر کہا گیا ہے، اسی مہینے میں ہوتی ہے، اس کے بعد آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ نے اس پورے مہینے کے روزے فرض کئے ہیں اور راتوں کی نماز (تراویح) کو بڑے ثواب کا کام قرار دیا ہے، جو شخص اس مہینے میں کوئی سنت یا نفل عبادت کرتا ہے تو اس کو دوسرے زمانے کی فرض عبادتوں کے برابر ثواب ملتا ہے اور جو شخص اس ماہ مبارک میں فرض عبادت ادا کرتا ہے تو دوسرے مہینوں کے ستر فرضوں کے برابر ثواب ملتا ہے۔"

اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: "رمضان المبارک کا یہ مہینہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے۔" یہ ہمدردی اور غم خواری کا مہینہ ہے اور دوزخ کی آگ سے چھٹکارا پانے کا ذریعہ ہے، یہ وہ مہینہ جس میں ایمان والوں کی نیکیوں کا بدلہ اور ان کا رزق بڑھادیا جاتا ہے۔ اس ماہ مبارک میں جو شخص کسی روزہ دار کو افطار کرائے تو یہ اس کے لئے گناہوں کی مغفرت کا موجب ہوگا اور اس کو اس روزے دار کے برابر ثواب ملے گا۔ بغیر اس کے کہ اس روزے دار کے ثواب میں کوئی کمی کی جائے۔

"یہ وہ مہینہ ہے کہ اس کا پہلا حصہ رحمت کا ہے، درمیانی حصہ مغفرت کا ہے اور آخری حصہ دوزخ سے چھٹکارا پانے کا ہے۔"

رمضان المبارک کے کیا کہنے! اس کی تو ہر گھڑی رحمت سے ہے بھری۔ اس مبارک مہینے میں اجر وثواب بہت ہی زیادہ بڑھ جاتا ہے۔ ایک حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک بار درود شریف پڑھنے سے ایک لاکھ درود شریف کا ثواب ملتا ہے ایک اور حدیث مبارکہ میں آیا ہے کہ جو کوئی رمضان المبارک میں ایک بار سبحان اللہ کہے اس کو اس قدر ثواب ملے گا جو رمضان کے بغیر ایک لاکھ بار سبحان اللہ کہنے پر ملتا ہے۔ ایک اور روایت کے مطابق عرش اٹھانے والے فرشتے روزہ داروں کی دعا پر آمین کہتے ہیں۔

"الترغیب والترہیب" کی ایک روایت کے مطابق رمضان کے ہر ایک روزہ دار کے لئے دریا کی مچھلیاں افطار تک دعائے مغفرت کرتی رہتی ہیں۔ تفسیر خازن میں ہے کہ نماز معراج کی شب

فرض ہوئی جبکہ روزے ۱۰ رشوال المکرم سن ۲ ہجری کو فرض ہوئے۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: "روزہ رکھنے کے بعد جو شخص جھوٹ اور غلط کاموں کو ترک نہ کرے تو خدا کو اس کی بھوک اور پیاس کی کوئی ضرورت نہیں۔"

نماز کی طرح روزہ کی عبادت بھی ابتداً سے تمام پیغمبروں کی شریعت میں فرض رہی ہے۔ پچھلی جتنی امتیں گزری ہیں سب اسی طرح روزے رکھتی تھیں جس طرح آج امت محمدی رکھتی ہے۔ البتہ روزے کے احکام اور روزوں کی تعداد اور روزے رکھنے کے زمانے میں شریعتوں کے درمیان فرق رہا ہے۔ آج ہم بھی دیکھتے ہیں کہ اکثر مذاہب میں روزہ کسی نہ کسی شکل میں ضرور موجود ہے، اگرچہ لوگوں نے اپنی طرف سے بہت سے باتیں ملا کر اس کی شکل بگاڑ دی ہے۔

لہٰذا گزشتہ امتوں کے روزوں کے بارے میں مختلف روایات سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام ہر ماہ کی ۱۳، ۱۴، ۱۵ کو روزہ رکھتے تھے۔ حضرت سیّدنا نوح علیہ السلام ہمیشہ روزہ دار رہتے تھے اور حضرت سیّدنا داؤد علیہ السلام ایک دن چھوڑ کر روزہ رکھتے تھے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک دن روزہ رکھتے اور دو دن نہ رکھتے۔

چنانچہ اللہ عزوجل رب العزت نے قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا:

"اے مسلمانو! تم پر روزہ اسی طرح فرض کیا گیا ہے جس طرح تم سے پہلی امتوں پر فرض کیا گیا تھا، شاید تم پرہیزگار بن جاؤ۔" (البقرہ:۱۸۳)

روزہ انسان کے نفس کی اس طرح سے تربیت کرتا ہے کہ ہر لحظہ خوف خدا اس کو گناہوں سے باز رکھتا ہے اور رضائے الٰہی اس کا مقصود ہوتی ہے، جو خداوند کریم سے اس کی قربت کا باعث بنتی ہے۔

اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ: "روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا اجر عطا کروں گا۔"

دوسری حکمت یہ فرمائی:

"تاکہ تم روزوں کی گنتی پوری کرو۔" (یعنی روزے پورے رکھو) اور ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی بزرگی اور عظمت کے گن گاؤ، اس لئے کہ اس نے تمہیں ہدایت دی تاکہ تم اس کے شکر گزار بن جاؤ۔"

روزے کے اصل مقصد کی طرف حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح توجہ دلاتے ہیں کہ: "جس نے روزہ رکھا، ایمان اور احتساب کے ساتھ، اس کے تمام پچھلے گناہ معاف کردیئے گئے۔"

اس کے علاوہ حضرت داتا گنج بخش رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "روزے کی حقیقت "رُکنا" ہے اور رکے رہنے کی بہت سی شرائط ہیں، مثلاً معدے کو کھانے پینے سے روکنا، آنکھ کو شہوانی نظر سے روکے رکھنا، کان کو غیبت سننے، زبان کو بے ہودہ اور فتنہ انگیز باتیں کرنے اور جسم کو حکم الٰہی کی مخالفت سے روکے رکھنا روزہ ہے۔ جب بندہ ان تمام شرائط کی پیروی کرے گا تب وہ حقیقتاً روزہ دار ہوگا۔"

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ: "روزے ڈھال کی طرح ہے (کہ جس طرح ڈھال دشمن کے وار سے بچانے کے لئے ہے، اسی طرح روزہ بھی شیطان کے وار سے روکنے کے لئے ہے) مزید فرمایا کہ روزہ ڈھال ہے جب تک اسے پھاڑا نہ ہو۔ عرض کیا گیا کہ کس چیز سے پھاڑے گا؟ ارشاد فرمایا: جھوٹ یا غیبت سے۔"

اسلامی عبادات میں ظاہری اور باطنی ہر قسم کی پاکیزگی کا خاص خیال ملتا ہے۔ روزہ بھی اس حکمت سے خالی نہیں۔ روزہ سے جہاں انسان کی باطنی طہارت اور روحانی صحت کا التزام کیا گیا ہے، وہاں اس کی جسمانی صحت اور نظام انہضام کی خرابیوں کا علاج بھی اس میں موجود ہے، پھر یہ ایک تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ کثرت خوری اور بے وقت کھانا معدے کی امراض کا موجب ہیں۔ اس سے جسمانی نشوونما صحیح طریق پر نہیں ہوتی بلکہ غیر متناسب غذا اور کھانے کے غیر متعین اوقات کی بدولت اکثر لوگ لب گور پہنچ جاتے ہیں۔ سال بھر کی ان بے قاعدگیوں کو روکنے اور صحت اور تندرستی کے اصول پر عمل پیرا ہونے کے لئے یہ لازم تھا کہ انسانوں کو تیس روز تک پابند کیا جاتا کہ وہ متعینہ وقت پر کھائیں پئیں اور مقررہ وقت کے بعد کھانے پینے سے ہاتھ کھینچ لیں۔ غور کیجئے کہ کیسی عظیم حکمت ہے کہ عبادت کے ساتھ ساتھ انسان جسمانی صحت بھی حاصل کرتا ہے اور روح کی پالیدگیوں کے ساتھ ساتھ اس کی جسمانی صحت بتدریج کمال حاصل کرتی جاتی ہے۔ تجربہ شاہد ہے کہ رمضان المبارک میں اکثر لوگوں کی بیماریاں محض کھانے کے اوقات کی پابندی کی بنا پر خود بخود دور ہوجاتی ہیں۔ چنانچہ بڑے بڑے مفسرین اور ائمہ مجتہدین نے روزے کی دوسری حکمتوں کے ضمن میں حکمت صحت جسمانی کا ذکر بھی کیا ہے۔

خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: روزہ رکھو صحتیاب ہوجاؤ گے۔" ایک اور حدیث میں فرمایا کہ: "روزہ بدن کی زکوٰۃ ہے۔"

یعنی جس طرح زکوٰۃ دینے سے مال پاک ہوجاتا ہے اسی طرح روزہ رکھنے سے جسم بھی بیماریوں سے پاک ہوجاتا ہے۔ اس کے علاوہ فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ بچہ کی عمر دس کی ہوجائے اور اس میں روزہ رکھنے کی طاقت ہو تو اس سے ماہ

رمضان المبارک میں روزہ رکھوایا جائے۔ اگر پوری طاقت ہونے کے باوجود نہ رکھے تو مار کر رکھوائیں، اگر رکھ کر توڑ دیا تو قضا کا حکم نہ دیں گے اور نماز توڑے تو پھر پڑھوائیں۔

رمضان المبارک کا روزہ ترک کرنے پر سخت وعیدیں ہیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ رمضان المبارک کا ایک روزہ جو بلا کسی عذر شرعی کے جان بوجھ کر چھوڑ دے تو حدیث شریف کے مطابق اسے نو لاکھ برس جہنم کی آگ میں جلنا پڑے گا۔ نیز جس نے روزہ ضائع کر دیا تو اب عمر بھر بھی اگر روزے رکھتا ہے تب بھی اس چھوڑے ہوئے ایک روزے کی فضیلت نہیں پاسکتا۔

روزہ کے لئے سحری کرنا سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سحری کھایا کرو، کیونکہ سحری میں برکت ہے۔ لہٰذا تم اسے ہرگز نہ چھوڑو، خواہ پانی کا ایک گھونٹ پی کر سحری کرو۔ (بخاری ومسلم)

حضرت سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارے اور اہل کتاب کے درمیان سحری کھانے کا فرق ہے۔

ایک جگہ فرمایا کہ: ''بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے مقرب فرشتے سحری کھانے والوں پر درود بھیجتے ہیں۔''

حضرت سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''ہمیشہ لوگ خیر سے رہیں گے، جب تک افطار میں جلدی کریں گے۔'' (بخاری ومسلم)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: یہ دین ہمیشہ غالب رہے گا، جب تک لوگ افطار میں جلدی کرتے رہیں گے، کہ یہود ونصاریٰ تاخیر کرتے ہیں۔ (ابوداؤد)

حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جو روزے دار کا روزہ افطار کرائے یا نمازی کا سامان کردے تو اسے بھی اتنا ہی اجر ملے گا۔

(نسائی وابن خزیمہ)

ایک حدیث مبارکہ میں ہے کہ: ''جو کوئی رمضان المبارک میں روزے دار کو پانی پلائے تو وہ اپنے گناہوں سے اس طرح پاک وصاف ہوجائے گا گویا اپنی ماں کے پیٹ سے ابھی پیدا ہوا ہو۔''

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس روزہ دار نے بھول کر کھایا وہ اپنے روزہ کو پورا کرے کہ اسے اللہ تعالیٰ نے کھلایا اور پلایا۔ (بخاری ومسلم)

بھول کر کھایا، پیا یا جماع کیا روزہ فاسد نہ ہوا، خواہ وہ روزہ فرض ہو یا نفل۔ (درمختار، ردالمحتار)

اللہ رب العزت نے حضرت موسیٰ (کلیم اللہ) علیہ السلام سے فرمایا کہ: ''میں نے امت محمدیہ کو دو نور عطا کئے ہیں، تاکہ وہ دو اندھیروں کے ضرر سے محفوظ رہیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی، یا اللہ عزوجل! وہ دو نور کون سے ہیں؟ ارشاد فرمایا کہ نور رمضان اور نور قرآن۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی وہ دو اندھیرے کون کون سے ہیں؟ فرمایا کہ ایک قبر کا اندھیرا اور دوسرا قیامت کا اندھیرا۔'' (درۃ الناصحین)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ اگر اللہ عزوجل کو امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پر عذاب کرنا مقصود ہوتا تو ان کو رمضان اور سورۂ قل ھو اللہ شریف ہرگز عنایت نہ فرماتا۔ (نزہۃ المجالس)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ماہ رمضان کی پہلی رات آتی ہے تو آسمانوں اور جنت کے دروازے کھول دیتے جاتے ہیں اور آخر رات تک بند نہیں ہوتے جو کوئی بندہ اس ماہ مبارک کی کسی بھی رات میں نماز پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ہر سجدہ کے عوض اس کے لئے سترہ سو نیکیاں لکھتا ہے اور اس کے لئے جنت میں سرخ یاقوت کا گھر بناتا ہے، جس میں (۷۰۰۰۰) ستر ہزار دروازے ہوں گے اور ہر دروازے کے دونوں پٹ سونے کے بنے ہوں گے جن میں یاقوت سرخ جڑے ہوں گے۔ پس جو کوئی رمضان المبارک کا پہلا روزہ رکھتا ہے تو اللہ عزوجل مہینے کے آخری دن تک کے اس کے گناہ معاف فرمادیتا ہے اور دوسرے رمضان المبارک تک اس کے لئے کفارہ ہوجاتا ہے اور ہر وہ دن جس میں یہ روزہ رکھے گا، اس ہر روزے کے بدلے میں اسے ایک سونے کے دروازوں والا محل جنت میں ملے گا اور اس کے لئے صبح سے شام تک ستر ہزار فرشتے دعائے مغفرت کرتے رہیں گے۔ رات اور دن میں جب بھی سجدہ کرے گا، اس ہر سجدہ کے عوض اسے جنت میں ایک ایسا درخت عطا کیا جائے گا کہ اگر اس کے نیچے ایک سوار سو برس تک بھی چلے تو پھر بھی اس ایک درخت کے دوسرے سرے تک نہ پہنچ سکے۔ (نزہۃ المجالس)

سیدنا فقیہ ابو اللیث سمرقندیؒ نے ایک طویل حدیث نقل کی ہے، جس کے مطابق اللہ عزوجل ماہ رمضان میں روزانہ افطار کے وقت دس لاکھ ایسے گناہگاروں کو جہنم سے آزاد فرماتا ہے جن پر گناہوں کے سبب جہنم واجب ہوچکا تھا۔ نیز شب جمعہ اور روز جمعہ کی ہر ہر گھڑی میں اسے دس دس لاکھ گناہگاروں کو جہنم سے آزاد کیا جاتا ہے، جو عذاب کے مستحق قرار دیئے جاچکے ہوتے ہیں اور جب رمضان المبارک کا آخری دن آتا ہے تو پہلی رمضان المبارک سے لے کر اب تک جتنے آزا

ہوئے تھے اس کی گنتی کے برابر اس آخری دن میں آزاد کئے جاتے ہیں۔

ایک اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ رمضان المبارک کی ہر شب آسمانوں میں صبح صادق تک ایک منادی یہ ندا کرتا ہے کہ اے اچھائی مانگنے والے خوش ہو جا کیونکہ تیری دعا قبول ہو چکی ہے اور اے شریر! شر سے باز آ جا اور عبرت حاصل کر، ہے کوئی مغفرت کا طالب! کہ اس کی طلب پوری کی جائے، ہے کوئی توبہ کرنے والا کہ اس کی توبہ قبول کی جائے، ہے کوئی سائل! کہ اس کا سوال پورا کیا جائے، اللہ تعالیٰ رمضان المبارک کی ہر شب میں افطار کے وقت ساٹھ ہزار گناہگاروں کو دوزخ سے آزاد فرما دیتا ہے اور عید کے دن سارے مہینے کے برابر گناہگاروں کی بخشش کی جاتی ہے۔

ایک اور حدیث مبارکہ میں ہے کہ قیامت کے دن ایک گناہگار دوزخ میں ڈالا جائے گا، آگ اس سے بھاگے گی۔ داروغہ جہنم حضرت سیدنا مالک علیہ السلام دوزخ کی آگ سے کہیں گے تو اسے کیوں نہیں پکڑتی؟ آگ عرض کرے گی: میں اسے کیونکر پکڑوں اس کے منہ سے روزے کی خوشبو آتی ہے۔ حضرت مالک علیہ السلام اس گناہگار سے پوچھیں گے کیا تو روزہ دار مرا تھا؟ وہ کہے گا: جی ہاں! (انیس الواعظین)

ایک حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب رمضان المبارک کی پہلی رات ہوتی ہے تو اللہ عزوجل اپنی مخلوق کی طرف نظر فرماتا ہے اور جب اللہ رب العزت کسی بندے کی طرف نظر فرمائے تو اسے کبھی عذاب نہ دے گا اور ہر روز دس لاکھ (گناہگاروں) کو جہنم سے آزاد فرماتا ہے اور جب ۲۹ویں شب ہوتی ہے تو مہینے بھر میں جتنے آزاد کئے ان کے مجموعہ کے برابر اس ایک رات میں آزاد کرتا ہے، پھر جب عیدالفطر کی رات آتی ہے، ملائکہ خوشی کرتے ہیں اور اللہ عزوجل اپنے نور کی خاص تجلی فرماتا ہے اور فرشتے عرض کرتے ہیں، اس کو پورا پورا اجر دیا جائے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے: ''میں تمہیں گواہ کرتا ہوں کہ میں نے ان سب کو بخش دیا۔'' (اصبہانی)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، رمضان المبارک کے متعلق فرمایا کرتے: اس ماہ مبارک کو خوش آمدید ہے جو ہمیں پاک کرنے والا ہے، پورا رمضان المبارک خیر ہی خیر ہے۔ دن کا روزہ ہو یا رات کا قیام اس ماہ مبارک میں خرچ کرنا جہاد میں خرچ کرنے کا درجہ رکھتا ہے۔ (تنبیہ الغافلین)

اس مبارک مہینے کی فضیلت کوئی کہاں تک بیان کرے، اس ماہ مبارک کا ہر ہر لمحہ باعث رحمت و برکت ہے اسی مہینے میں وہ بابرکت رات بھی ہے، جسے اللہ تعالیٰ نے ہزار مہینہ سے بہتر قرار دیا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ یہ رات رمضان المبارک کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں سے کوئی رات ہے، اسی عظیم ترین مہینے کے آخری عشرے میں اعتکاف کیا جاتا ہے، رمضان المبارک کی نعمتوں سے مالا مال ہونے کے لئے اعتکاف بڑا ہی اچھا ذریعہ ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ اعتکاف فرمایا ہے، غرض یہ کہ یہ ایسے دن ہیں کہ ان میں بندہ مومن جتنا چاہے اپنے لئے نیکیوں کا سرمایہ جمع کرے، جس کسی نے ان دنوں کو اچھی طرح گزارا۔ اللہ تعالیٰ کے دین کی سربلندی کے لئے زیادہ سے زیادہ جدوجہد کی اسے اللہ کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ اس نے بڑی نعمت حاصل کرلی اور جو ان نعمتوں سے محروم رہ گیا سمجھو کہ وہ بڑا ہی بدنصیب ہے اور وہ بڑا ہی گھاٹے میں رہا۔

☆☆........☆☆

چناب نگر میں تقریری مقابلہ

چناب نگر..... مدرسہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر میں مورخہ ۲۸/ جمادی الثانی ۱۴۳۲ھ بروز بدھ بعد نماز عشاء ''بزم ختم نبوت'' کے زیر اہتمام ایک عظیم الشان ''تقریری مقابلہ'' منعقد ہوا۔ جس کی صدارت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا غلام مصطفیٰ نے کی اور درجہ کتب وحفظ کے جمیع اساتذہ کرام نے نگرانی کی۔ تقریری مقابلہ میں شرکت کرنے والے ''درجہ ابتدائیہ'' سے ''درجہ رابعہ'' تک ہر کلاس سے دو دو طالب علم تھے۔ جن کی مجموعی تعداد چودہ تھی۔ بعد نماز عشاء جامع مسجد ختم نبوت کے اندرونی ہال میں مدرسہ ہذا کے جمیع طلبہ اور مسلم کالونی کے معززین اور حضرات اساتذہ کرام اپنی اپنی بنی ہوئی نشستوں پر تشریف فرما ہوگئے۔ جب کہ منصف اور ثالث عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا عزیز الرحمن ثانی اور مولانا فقیر اللہ اختر مقرر ہوئے۔ ''تقریری مقابلہ'' کا آغاز تلاوت ونعت سے ہوا۔ اسٹیج سیکرٹری کی ذمہ داری ''درجہ رابعہ'' کے طالب علم محمد عاقب جاوید نے خوبصورت انداز میں سنبھالی۔ جمیع مقررین کا موضوع ایک ہی رکھا گیا اور وہ ''ختم نبوت'' تھا۔ اللہ کی عجیب شان موضوع ایک، مقررین نے ایک ہی آیت ''ماکان محمد ابا احد من رجالکم..... الخ!'' اور ایک ہی حدیث پڑھی۔ لیکن طرز تکلم وانداز گفتگو اور دلائل سب کا جدا جدا۔ راقم الحروف نے اندازہ لگایا کہ آپ کی یوں تو ساری سیرت کبھی ختم نہیں ہو سکتی۔ مگر صحیح بات یہ ہے کہ سیرت کا کوئی پہلو بھی کبھی ختم نہیں ہو سکتا۔ بعض طلبا نے نہایت ہی نقلی و عقلی دلائل سے اپنی اپنی تقاریر کو مدلل ومبرہن کیا: ''اللھم ذد فزد'' سن کر جی بہت ہی خوش ہوا۔ منصفین نے بعض طلبا کو اول، دوم، سوم قرار دیا۔ اختتام پر مولانا عزیز الرحمن ثانی نے انہیں اور بقیہ شرکاء مقابلہ کو تمام اساتذہ کرام کے دست مبارک سے انعامات دلوائے۔ اول آنے والا طالب علم ''محمد عمران صدیقی'' (درجہ متوسطہ سوم) علی پور، ضلع مظفر گڑھ کا تھا۔ جسے انعام میں ''لولاک نمبر، قادیانی شبہات کے جوابات جلد اوّل، دوم، مناظرے اور مجلس کی ٹیلیفون نمبر ڈائری'' دی گئی۔ دوم آنے والا طالب علم ''محمد شعیب'' (درجہ ثانویہ عامہ) چنیوٹ کا تھا۔ جسے انعام میں ''ائمہ تلبیس، رئیس قادیان، مناظرے اور ڈائری'' دی گئی۔ سوم آنے والا طالب علم ''عبدالباسط'' (درجہ ثالثہ) لاہور کا تھا۔ جسے انعام میں ''لولاک نمبر، رئیس قادیان، مناظرے اور ڈائری'' دی گئی۔

رمضان المبارک کے آخری عشرے میں

عبادت اور شبِ قدر کی فضیلت

مرسلہ: حافظ محمد سعید لدھیانوی

"عن عائشه رضی الله عنها قالت کان رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا دخل العشر شد مئزره واحیا لیله وایقظ اهله۔"

(مشکوٰۃ شریف، ص:۱۸۲، بحوالہ بخاری و مسلم)

ترجمہ: "حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا یہ فرماتی ہیں کہ جب رمضان کا آخری عشرہ آتا تھا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنے تہبند کو مضبوط باندھ لیتے تھے اور رات بھر عبادت کرتے تھے اور اپنے گھر والوں کو (بھی عبادت کے لئے) جگاتے تھے۔"

تشریح: ایک حدیث میں ہے کہ محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری دس دنوں کے اندر جتنی محنت سے عبادت کرتے تھے، اس کے علاوہ دوسرے ایام میں اتنی محنت نہ کرتے۔

(مسلم عن عائشہ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ جو فرمایا کہ رمضان کے آخری عشرہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم تہبند کس لیتے تھے، علماء نے اس کے دو مطلب بتائے ہیں۔ ایک یہ کہ خوب محنت اور کوشش سے عبادت کرتے تھے اور راتوں رات جاگتے تھے۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے اردو کے محاورے میں محنت کا کام بتانے کے لئے بولا جاتا ہے کہ: "خوب کمر کس لو" اور دوسرا مطلب تہبند کس کر باندھنے کا یہ بتایا کہ رات کو بیویوں کے پاس جانے سے دور رہتے تھے، کیونکہ ساری رات عبادت میں گزر جاتی تھی اور اعتکاف بھی ہوتا تھا۔ حدیث کے آخر میں جو "ایقظ اهله" فرمایا، اس کا مطلب یہ ہے کہ رمضان کے اخیر عشرہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی بہت محنت اور کوشش سے عبادت کرتے تھے اور رات بھر بیدار رہتے تھے اور گھر والوں کو بھی اس مقصد کے لئے جگاتے تھے۔ بات یہ ہے کہ جسے آخرت کا خیال ہو، موت کے بعد کے حالات کا یقین ہو، اجر و ثواب کے لینے کا لالچ ہو، وہ کیوں نہ محنت اور کوشش سے عبادت میں لگے گا، پھر جو اپنے لئے پسند کرے وہی اپنے اہل و عیال کے لئے بھی پسند کرنا چاہئے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم خود راتوں کو نمازوں میں اتنا قیام فرماتے تھے کہ قدم مبارک سوج جاتے تھے، پھر رمضان کے اندر خصوصاً اخیر عشرہ میں اور زیادہ عبادت بڑھا دیتے تھے، کیونکہ یہ مہینہ اور خاص کر اخیر عشرہ آخرت کی کمائی کا خاص موقع ہے۔ آپ کی کوشش ہوتی تھی کہ گھر والے بھی عبادت میں لگیں، لہٰذا اخیر عشرہ کی راتوں میں ان کو بھی جگاتے تھے۔ بہت سے لوگ خود تو بہت بڑی عبادت کرتے ہیں، لیکن بال بچوں کی طرف سے غافل رہتے ہیں یہ لوگ فرض نماز بھی نہیں پڑھتے، اگر بال بچوں کو ہمیشہ دین پر ڈالنے اور عبادت میں لگانے کی کوشش کی جاتی رہے اور ان کو ہمیشہ فرائض کا پابند رکھا جائے تو رمضان میں نفلوں کے لئے اٹھانے اور شب قدر میں جگانے کی بھی ہمت ہو۔ جب بال بچوں کا ذہن دینی نہیں بنایا تو ان کے سامنے شب بیداری کی بات کرتے ہوئے ڈرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو اپنی محبت عطا فرمائے اور عبادت کی لگن اور ذکر کے ذوق سے نوازے۔

شب قدر کی تلاش اور اس کی دعا:

"عن عائشه رضی الله عنها قالت قلت یا رسول الله! ارأیت ان علمت ای لیلة لیلة القدر ما اقول فیها؟ قال قولی: اللهم انک عفو تحب العفو فاعف عنی۔"

(مشکوٰۃ:۱۸۲، بحوالہ احمد وابن ماجہ وترمذی)

ترجمہ: "حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ارشاد فرمایئے کہ اگر مجھے پتہ چل جائے کہ فلاں رات کو شب قدر ہے تو میں کیا دعا کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، یہ دعا کرو: اللهم انک عفو تحب العفو فاعف عنی۔"

شب قدر کی فضیلت:

رمضان المبارک کا پورا مہینہ آخرت کی دولت کمانے کا ہے، پھر اس ماہ میں اخیر عشرہ اور بھی زیادہ محنت اور کوشش سے عبادت میں لگنے کا ہے۔ اس عشرہ میں شب قدر ہوتی ہے جو بڑی بابرکت رات ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد فرمایا: "لیلة القدر خیر من الف شهر" یعنی شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ ہزار مہینے کے ۸۳ سال اور چار مہینے ہوتے ہیں۔ پھر شب قدر

کو ہزار مہینے کے برابر نہیں بتایا بلکہ ہزار مہینے سے بہتر بتایا ہے۔ ہزار مہینے سے شب قدر کس قدر بہتر ہے، اس کا علم اللہ کو ہے۔ مومن بندوں کے لئے شب قدر بہت ہی خیر و برکت کی چیز ہے۔ ایک رات جاگ کر عبادت کرلیں اور ہزار مہینوں سے زیادہ عبادت کرنے کا ثواب پالیں۔ اس سے بڑھ کر اور کیا ہوسکتا ہے؟ اسی لئے تو حدیث شریف میں فرمایا: ”من حرمها حرم الخير كله ولا يحرم خيرها الا محروم“ (ابن ماجہ) یعنی جو شخص شب قدر سے محروم ہوگا (گویا) پوری بھلائی سے محروم ہوگا۔ شب قدر کی خیر سے وہی محروم ہوتا ہے جو کامل محروم ہو۔

مطلب یہ ہے کہ چند گھنٹے کی رات ہوتی ہے اور اس میں عبادت کرلینے سے ہزار مہینے سے بہتر عبادت کرنے کا ثواب ملتا ہے۔ چند گھنٹے بیدار رہ کر نفس کو سمجھا بجھا کر عبادت کرلینا کوئی ایسی قابل ذکر تکلیف نہیں جو برداشت سے باہر ہو، تکلیف ذرا سی اور ثواب بہت بڑا۔ جیسے کوئی ایک پیسہ تجارت میں لگادے اور تین کروڑ روپیہ پالے، جس شخص کو ایسے بڑے نفع کا موقع ملا پھر اس نے توجہ نہ کی، اس کے بارے میں یہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ وہ پورا اور پکا محروم ہے۔

پہلی امتوں کی عمریں زیادہ ہوتی تھیں۔ اس امت کی عمر بہت سے بہت ۷۰، ۸۰ سال ہوتی ہے۔ اللہ پاک نے یہ احسان فرمایا کہ ان کو شب قدر عطا فرمادی اور ایک شب قدر کی عبادت کا درجہ ہزار مہینوں کی عبادت سے زیادہ کردیا۔ محنت کم ہوئی وقت بھی کم لگا اور ثواب میں بڑی بڑی عمر والی امتوں سے بڑھ گئے۔ اللہ تعالیٰ کا فضل و انعام ہے کہ اس امت کو سب سے زیادہ نوازا۔ یہ کیسی نالائقی ہے کہ اللہ کی بہت زیادہ نوازش اور داد و دہش ہو اور ہم غفلت میں پڑے سویا کریں۔ رمضان المبارک کا کوئی لمحہ ضائع نہ ہونے دو۔ خصوصاً آخر عشرہ میں عبادت کا خاص اہتمام کرو اور اس میں بھی شب قدر میں جاگنے کی بہت زیادہ فکر کرو بچوں کو بھی ترغیب دو۔

شب قدر کی دعا:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جب پوچھا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شب قدر میں کیا دعا کروں تو آپ نے یہ دعا تعلیم فرمادی:

”اللّٰهم انك عفو تحب العفو فاعف عني۔“

ترجمہ: ”اے اللہ! اس میں شک نہیں کہ آپ معاف کرنے والے ہیں، معاف کرنے والے کو پسند فرماتے ہیں، لہٰذا مجھے معاف فرمادیجئے۔“

دیکھئے کیسی دعا ارشاد فرمائی، نہ زر مانگنے کو بتایا، نہ زمین، نہ دھن نہ دولت، کیا مانگا جائے؟ معافی! بات اصل یہ ہے کہ آخرت کا معاملہ سب سے زیادہ کٹھن ہے، وہاں بندوں کا کام اللہ تعالیٰ کے معاف فرمانے سے چلے گا، اگر معافی نہ ہوئی اور خدانخواستہ عذاب میں گرفتار ہوئے تو دنیا کی ہر نعمت اور لذت اور دولت و ثروت بے کار ہوگی، اصل شے معافی اور مغفرت ہی ہے۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے:

”من قام ليلة القدر ايمانا واحتسابا غفرله ماتقدم من ذنبه۔“

ترجمہ: ”جو شخص لیلۃ القدر میں ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے (عبادت کے لئے) کھڑا رہا اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں۔“

کھڑا ہونے کا مطلب یہ ہے کہ نماز پڑھے اور اسی حکم میں یہ بھی ہے کہ تلاوت اور ذکر میں مشغول ہو اور ثواب کی امید رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ ریا وغیرہ کسی طرح کی خراب نیت سے کھڑا نہ ہو بلکہ اخلاص کے ساتھ محض اللہ کی رضا اور ثواب کے حصول کی نیت سے مشغول عبادت رہے۔

بعض علماء نے فرمایا کہ احتساباً کا مطلب یہ ہے کہ ثواب کا یقین کرکے بشاشت قلب سے کھڑا ہو، بوجھ سمجھ کر بددلی کے ساتھ عبادت میں نہ لگے کہ ثواب کا یقین اور اعتقاد جس قدر زیادہ ہوگا، اتنا ہی عبادت میں مشقت کا برداشت کرنا سہل ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ جو شخص قرب الٰہی میں جس قدر ترقی کرتا جاتا ہے، عبادت میں اس کا انہماک زیادہ ہوتا رہتا ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوجانا ضروری ہے کہ حدیث بالا اور اس جیسی احادیث میں گناہوں کی معافی کا ذکر ہے۔ علماء کا اجماع ہے کہ کبیرہ گناہ بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتے۔ پس جہاں احادیث میں گناہوں کے معاف ہونے کا ذکر آتا ہے، وہاں صغیرہ گناہ مراد ہوتے ہیں اور صغیرہ گناہ ہی انسان سے بہت سرزد ہوتے ہیں۔ عبادت کا ثواب بھی اور ہزاروں گناہوں کی معافی بھی ہوجائے کس قدر نفع عظیم ہے۔

شب قدر کی تاریخیں:

شب قدر کے بارے میں احادیث میں وارد ہوا ہے کہ رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔ لہٰذا رمضان کی ۲۱ ویں، ۲۳ ویں، ۲۵ ویں، ۲۷ ویں اور ۲۹ ویں رات کو جاگنے اور عبادت کرنے کا خاص اہتمام کریں۔ خصوصاً ۲۷ ویں شب کو ضرور جاگیں کیونکہ اس دن شب قدر ہونے کی زیادہ امید ہوتی ہے۔

حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن اس لئے باہر تشریف لائے کہ ہمیں شب قدر کی اطلاع فرمادیں، مگر دو مسلمانوں میں جھگڑا ہورہا تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: میں اس لئے آیا تھا کہ تمہیں شب قدر کی اطلاع دوں، مگر فلاں فلاں شخصوں میں جھگڑا ہورہا تھا، جس کی وجہ سے اس کی تعیین میرے

ذہن سے اٹھالی گئی، کیا بعید ہے کہ یہ اٹھالینا اللہ تعالیٰ کے علم میں بہتر ہو۔

لڑائی جھگڑے کا اثر:

اس مبارک حدیث سے معلوم ہوا کہ آپس کا جھگڑا اس قدر برا عمل ہے کہ اس کی وجہ سے اللہ پاک نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک سے شب قدر کی تعیین اٹھالی یعنی کس رات کو شب قدر ہے مخصوص کر کے اس کا علم جو دے دیا گیا تھا، وہ قلب سے اٹھالیا گیا۔ اگرچہ بعض وجوہ سے اس میں بھی امت کا فائدہ ہوگیا، جیسا کہ انشاء اللہ تعالیٰ ہم ابھی ذکر کریں گے، لیکن سبب آپس کا جھگڑا بن گیا، جس سے آپس میں جھگڑے کی مذمت کا پتہ چلا۔

شب قدر کی تعیین نہ کرنے میں مصالح:

علماء کرام نے شب قدر کو پوشیدہ رکھنے یعنی مقرر کر کے یوں نہ بتانے کے بارے میں فلاں رات کو شب قدر ہے چند مصلحتیں بتائی ہیں:

اول یہ کہ اگر تعیین باقی رہتی تو بہت سے کوتاہ طبائع دوسری راتوں کا اہتمام بالکل ترک کر دیتے اور صورت موجودہ میں اس احتمال پر کہ شاید آج ہی شب قدر ہو متعدد راتوں میں عبادت کی توفیق نصیب ہو جاتی ہے۔

دوم یہ کہ بہت سے لوگ ہیں کہ معاصی کئے بغیر نہیں رہتے، تعیین کی صورت میں اگر باوجود معلوم ہونے کے معصیت کی جرأت کی جاتی تو یہ بات سخت اندیشناک تھی۔

سوم یہ کہ تعیین کی صورت میں اگر چہ کسی شخص سے وہ رات چھوٹ جاتی تو آئندہ راتوں میں افسردگی کی وجہ سے پھر کسی رات کا جاگنا بشاشت کے ساتھ نصیب نہ ہوتا اور اب رمضان کی چند راتیں میسر ہو ہی جاتی ہیں۔

چوتھی یہ کہ جتنی راتیں طلب میں خرچ ہوتی ہیں، ان سب کا مستقل ثواب علیحدہ ملتا ہے۔

پانچویں یہ کہ رمضان المبارک کی عبادت میں حق تعالیٰ شانہ ملائکہ پر تفاخر فرماتے ہیں، اس صورت میں تفاخر کا موقع زیادہ ہے کہ باوجود معلوم نہ ہونے کے محض احتمال پر رات بھر جاگتے اور عبادت میں مشغول رہتے ہیں اور ان کے علاوہ اور بھی مصالح ہوسکتی ہیں۔ ممکن ہے کہ جھگڑے کی وجہ سے اس خاص رمضان المبارک میں تعیین بھلادی گئی ہو اور اس کے بعد مصالح مذکورہ یا مذکورہ دیگر مصالح کی وجہ سے ہمیشہ کے لئے تعیین چھوڑ دی گئی ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

☆☆..........☆☆

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سرگودھا کی مختصر روئیداد

عزیزان محترم! عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغین واراکین جہاں کہیں بھی موجود ہیں، وہ اپنے مشن کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کو ہمہ تن مصروف ہیں۔ الحمدللہ اس وقت سرگودھا میں اٹھارہ مدیر علماء کرام اپنی اپنی مساجد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت اور ناموس کے لئے مسلسل پروگرام رکھتے چلے آرہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ سرگودھا میں ماہنامہ لولاک ۱۰۰۰ اور ۷۰ ہفت روزہ ختم نبوت تقسیم ہورہے ہیں اور کوشش جاری ہے کہ لولاک کی تعداد ۱۵۰۰ تک کرلی جائے۔ اللہ سے امید ہے کہ انشاءاللہ چند ہی مہینوں میں اپنے ٹارگٹ کو پہنچ جائیں گے اور جس طرح کارکنان وتواجوانان جس جذبہ اور اپنے قلوب کو محبت رسول سے معمور ہوکر میدان کارزار میں نکلے ہوئے ہیں۔ وہ اپنے اس ٹارگٹ کو عنقریب حاصل کرلیں گے کہ سرگودھا کو ختم نبوت کا جامہ پہنا سکیں۔ ان کامیابیوں کا اہم راز سرگودھا کے وہ نوجوان اور عاشق رسول ہیں جس کی گواہی لاکھوں دکانوں کا ہر دکاندار دے گا کہ گرمی کی سخت لہریں چل رہی ہوں یا سردی کے سخت تھپیڑے۔ یہ نوجوان ۴۰، ۵۰ کی تعداد میں ہر اتوار صبح ۹ بجے سے ۱ بجے تک ہر مشکل اور طعن و تشنیع برداشت کر کے ایک ایک دکان میں جا کر اور وہاں پر موجود دکانداراور گاہکوں کو تحفظ عقیدہ ختم نبوت اور عظمت ومقام ان کے اذہان میں بٹھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ عرصہ چار سالوں سے یہ گشت شروع ہے اور دن بدن ماشاءاللہ اس گشت میں نوجوانوں کی تعداد بڑھ رہی ہے اور ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ سرگودھا کا کوئی بھی دکاندار جو کسی بھی کونے، کھدرے میں دکان کر رہا ہے۔ وہ روز محشر کو یہ کہہ نہیں سکے گا کہ یا اللہ مجھے ختم نبوت کا معنی کسی نے نہیں بتایا اور مجھے قادیانیت جیسی روحانی کینسر مرض سے آگاہ نہیں کیا گیا۔ اس ماہ میں الحمدللہ مجلس دختران تحفظ ختم نبوت کے تحت یونٹ سیدہ خدیجہ میں دس روزہ عظیم الشان تحفظ ختم نبوت کورس کا انعقاد جامع اشرفیہ للبنات میں کیا گیا جس میں سینکڑوں کی تعداد میں خواتین اسلام نے شرکت کی اور آخر میں اسناد تقسیم کی گئی۔ اسی طرح حلقہ استقلال آباد میں قاری رحمت اللہ کی نگرانی اور اولڈ سول لائن میں مولانا حیدر علی کی نگرانی میں بھی کورس جاری وساری ہیں۔ شبان ختم نبوت کے زیر اہتمام سالانہ تربیتی کنونشن کا انعقاد یکم جولائی کو دفتر ختم نبوت میں صبح ۹ بجے سے شام ۵ بجے تک ہوا۔ اس کی تیاری کے سلسلہ میں نوجوانوں نے انتھک محنت کی۔ اسی دوران محترم صغیر شبان کے جنرل سیکرٹری اور محمد علی حسن سیکرٹری اطلاعات مقرر ہوئے۔ امیر محترم مولانا نور محمد ہزاروی کی قیادت میں مولانا رضوان، بھائی محمد عاصم اشتیاق محمد زبیر اور محمد مبشر نے بھرپور محنت کر کے علاقہ میں ختم نبوت کی صدا کو بلند کیا۔ معاون مبلغ محمد فیصل ندیم مدنی نے مقامی یونٹ کے علاوہ تقریباً ضلع میں موجود تمام یونٹوں کا دورہ کیا۔ جو اپنی سابقہ روایات کے مطابق بڑا بھرپور و کامیاب رہا۔ اس پروگرام میں خطیب دلپذیر مولانا محمد طیب فاروقی مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اسلام آباد اور حضرت مولانا مفتی محمد بلال نے بڑے مفصل اور خوبصورت انداز میں مقام مصطفیٰ کو بیان کیا اور مولانا محمد اکرم طوفانی نے جماعتی پالیسی اور پاکستان سے محبت کو عجیب انداز میں بیان کیا کہ رضا کاران ختم نبوت کے علاوہ تمام سامعین بھی عش عش کر اٹھے۔ اس کے علاوہ محمد جاوید محمد شرجیل، مولانا نور محمد ہزاروی، مولانا رضوان، بھائی عاصم اشتیاق اور ہدیہ نعت کی سعادت بھائی نعمان محمد وسیم اور زکریا بن الیاس نے حاصل کی۔ آخری بیان اور دعا حضرت مولانا الیاس گھمن کا ہوا۔ دعا ہے اللہ اس گلشن کو حاسدین کے حسد اور شیطان کے شر سے محفوظ رکھے اور اس کی آبیاری کے لئے اکابرین کا سایہ صحت وعافیت کے ساتھ سلامت رکھے۔

تفصیلی رپورٹ

تیسواں سالانہ ختم نبوت کورس چناب نگر

مولانا اللہ وسایا مدظلہ

الحمدللہ و کفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی۔ امابعد!

اللہ رب العزت کے فضل وکرم سے حسب سابق ۶؍شعبان المعظم ۱۴۳۲ھ مطابق ۹؍جولائی ۲۰۱۱ء بروز ہفتہ صبح آٹھ بجے مدرسہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دارالمبلغین کے تحت سالانہ ختم نبوت کورس منعقد ہوا۔

کورس کا آغاز حضرت مولانا سیف اللہ خالد ناظم اعلیٰ جامعہ اسلامیہ امدادیہ چنیوٹ کی دعا سے ہوا۔ فقیر راقم نے شرکاء سے چند ضروری گزارشات کیں۔ جن پر کورس کے دوران عمل پیرا ہونا ضروری تھا۔ پہلا سبق حضرت مولانا غلام رسول دین پوری نے پڑھایا اور یوں حسب روایت بروقت کورس کا آغاز ہوگیا۔

موانع اور اللہ تعالیٰ کی مدد:

گزشتہ سال قادیانیوں نے سازش سے جھوٹی درخواستیں بھیج کر کورس کو بند کرانے کی پیش بندی کی۔ لیکن اللہ رب العزت نے فضل فرمایا کہ قادیانیوں کی تمام تر کافرانہ سازشوں، یہودیانہ خصلتوں کے باوجود کورس بخیر وخوبی اختتام پذیر ہوا اور قادیانیوں کی تمام جھوٹی درخواستوں کی نحوست کو اللہ رب العزت نے قادیانیت کے منہ پر ماردیا۔

امسال قادیانیوں نے کورس کے آغاز سے قبل اپنی زیر زمین سازشوں کا آغاز کیا۔ حکومت کو درخواستیں دیں کہ چناب نگر میں یہ کورس نہ ہونا چاہئے۔ گویا ربوہ (چناب نگر) کو کھلا شہر قرار دلوانے کا جو فیصلہ ذوالفقار علی بھٹو صاحب کے زمانہ میں ہوا تھا۔ قادیانی اسے کالعدم قرار دلوانے کے درپے ہوئے۔ حکومتی ایجنسیوں کے بعض اہل کاروں کی خوب آؤ بھگت کر کے کورس بند کرانے کے لئے رپورٹیں بھجوائیں۔ ایجنسیوں کے اہل کاروں نے اندھادھند مکھی پر مکھی مارتے ہوئے خالصتاً قادیانی مفاد میں رپورٹ دی کہ ملکی حالات چناب نگر میں کورس کرانے کے متحمل نہیں۔ اس رپورٹ پر ہوم آفس سے ڈی سی او چنیوٹ کو حکم آیا کہ کورس نہیں ہونا چاہئے۔ (اس موقع پر قومی رہنماؤں کو باخبر کرنے کے لئے فوری عرضداشت ارسال کی گئی)

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اس کورس کے ذمہ داران نے حالات سے اندازہ لگایا کہ امسال قادیانیوں نے جو سازش چلی ہے۔ اس مختصر وقت میں حکومتی اہل کاروں اور ذمہ داران کو مطمئن کرنا مشکل ہوگا۔ جبکہ کورس میں چند دن باقی تھے۔ بالآخر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی دامت برکاتہم کی اجازت ودعا سے لاہور ہائیکورٹ میں رٹ دائر کردی گئی۔ مولانا عزیز الرحمن ثانی، حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی، مولانا محمد رضوان رٹ کی تیاری کے لئے باہمی رابطہ میں رہے۔ جناب خواجہ ابرار مجال بیرسٹر نے اپیل تیار کی۔ جناب چوہدری غلام مصطفی ایڈووکیٹ ہائیکورٹ آپ کے ہمراہ رہے۔ دیگر وکلاء وقانون دان حضرات نے بھرپور دلچسپی کا اظہار کیا۔ جناب خواجہ صاحب نے رٹ ایسے مضبوط پیرایہ میں تیار کی کہ اگلے دن سماعت کے پہلے مرحلہ میں ہائیکورٹ کے جسٹس جناب محمد انوارالحق صاحب نے کورس کے جاری رہنے کا آرڈر جاری کردیا اور حکومت کو پابند کیا کہ وہ کسی بھی قسم کی کوئی مزاحمت نہ کرے۔

اللہ رب العزت نے فضل فرمایا کہ بیس یوم شب وروز کورس بڑی آب وتاب، جاہ وجلال، شان وشوکت کے ساتھ منعقد ہوا۔ شرکاء کورس کو پابند کیا کہ قادیانی زخمی سانپ کی طرح منہ میں چھپکلی لئے بڑی مشکل سے اپنا وقت گزار رہے ہیں۔ قادیانی اور ایجنسیوں کے وہ اہل کار جنہوں نے اس کورس کو ختم کرانے کی کوشش کی تھی۔ وہ اپنی خفت مٹانے کے لئے بہانے تلاش کررہے ہیں۔ کورس کے شرکاء بیدار مغزی سے کورس میں شریک رہیں اور چاروں سمت نظر رکھیں کہ کوئی نادیدہ قوت ہماری اس پرامن جدوجہد کو سبوتاژ نہ کرسکے۔

الحمدللہ! ایسے ہوا کہ پورے کورس کے دوران جن پولیس اہل کاروں، انتظامیہ اور ایجنسیوں کے ذمہ داران نے ڈیوٹی دی یا دورے کئے۔ سب نے اس پرامن خالص علمی ریفریشر کورس کے کامیاب انعقاد پر مجلس کے رہنماؤں کو مبارکباد دی۔

ایجنسی کا وہ شخص جس نے رپورٹ لکھی کہ کورس نہیں ہونا چاہئے اور قادیانی درخواستوں کا اتنا حکومت کو نقصان ضرور ہوا کہ ۲۹ سال کا ریکارڈ گواہ ہے کہ صرف دو پولیس والوں کی ڈیوٹی ہوتی تھی۔ اس سال انتظامیہ نے ڈیڑھ صد نفری مقرر کی۔ تمام تر پریشانی پر خود ضلعی انتظامیہ اس ایجنسی کے آدمی کو کوستی رہی کہ

تمہاری اس قادیانیت نوازی اور جھوٹی، من گھڑت، خود ساختہ، فرضی رپورٹ کی بنیاد پر حکومت کو اتنا اہتمام کرنا پڑا۔ بہرحال اللہ رب العزت نے کرم کا معاملہ کیا کہ کورس ہوا اور بخیر وخوبی ہوا۔

کورس کے اساتذہ کرام:

امسال کورس پڑھانے کے لئے مولانا غلام رسول دین پوری، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا مفتی محمد انور اوکاڑوی، مولانا عزیز الرحمن ثانی، مولانا قاضی احسان احمد، مولانا محمد اکرم طوفانی، مولانا محمد رضوان، حاجی اشتیاق احمد، جناب خالد مسعود ایڈووکیٹ، مولانا محمد قاسم رحمانی، مولانا محمد احمد مدرس مدرسہ عربیہ ختم نبوت، مولانا مفتی محمد راشد مدنی، مولانا غلام مرتضیٰ اور دیگر نے شرکت فرمائی۔

خدام اہل سنت پاکستان کے سربراہ مولانا قاضی ظہور الحسین اظہر، مجلس کے نائب امیر مولانا صاحبزادہ عزیز احمد، جامعہ صولتیہ مکہ مکرمہ کے استاذ الحدیث مولانا سیف الرحمن، اتحاد اہل سنت پاکستان کے ناظم اعلیٰ مولانا محمد الیاس گھمن، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے امیر حضرت مولانا مفتی محمد حسن نے بطور خاص کورس میں شرکت سے سرفراز فرمایا اور ان حضرات کے خصوصی بیانات سے کورس کے شرکاء نے بھرپور استفادہ کیا۔

انتظامات کا جائزہ:

حسب سابق کورس کے داخلہ کی نگرانی مولانا عزیز الرحمن ثانی اور مولانا محمد احمد نے کی۔ رجسٹرات کی تکمیل کا کام حضرت مولانا غلام رسول دین پوری نے سرانجام دیا۔ کورس کے شرکاء کی رہائش اور مکتبہ کے کام کی نگرانی مولانا عبدالرشید سیال نے کی۔ مولانا محمد اسحق ساقی، مولانا محمد ضیب نے کھانے کے نظم کی سرپرستی کی۔ قاری عبیدالرحمن، قاری محمد رمضان، مولانا محمد شاہد، قاری محمد سلمان، قاری ارشاد احمد نے مہمانوں کی مہمان داری میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا۔

۹ رشعبان کو کورس شروع ہوا۔ ۲۶ رشعبان جمعہ کے روز صبح آٹھ بجے کورس کی اختتامی تقریب منعقد ہوئی۔ کورس کے منتظم خاص مولانا غلام مصطفیٰ، مولانا قاضی احسان احمد نے اسٹیج کے نظم کو سنبھالا۔ حضرت مولانا صاحبزادہ خلیل احمد زیب آستانہ خانقاہ سراجیہ کندیاں کورس کے درمیان میں ایک روز تشریف لائے اور کورس کی اختتامی تقریب میں بھی بطور خاص تشریف لائے۔ حضرت امیر مرکزیہ دامت برکاتہم نے کورس کے شرکاء اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پر احسان فرمایا۔ جمعرات بعد از نماز عشاء سے اگلے روز کورس کے اختتام تک آپ نے قیام فرمایا۔

حضرت امیر مرکزیہ کا خطاب:

جمعہ کے روز اختتامی تقریب میں نظم وتلاوت کے بعد صرف شیخ الحدیث استاذ العلماء حکیم العصر حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی امیر مرکزیہ، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا بیان ہوا۔ آپ نے بڑی شرح وبسط سے کورس کی غرض وغایت، افادیت و اہمیت سے شرکاء کورس کو باخبر کیا۔ آپ نے فرمایا کہ عقائد کی تصحیح نجات کے لئے ضروری ہے۔ اعمال صالحہ کی قبولیت کا مدار عقائد کی تصحیح پر مبنی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ قیامت کے روز تمام انبیاء، اولیاء، قرآن مجید کے حفاظ، نیک وزاہد لوگ اپنے اپنے پہچانے والوں کی اللہ رب العزت کے حضور بخشش کی درخواست کریں گے۔ ان کی طلب پر بہت سارے ایسے لوگ جو جہنم میں جل رہے ہوں گے۔ انہیں جہنم سے خلاصی ملے گی اور وہ جنت میں داخل کئے جائیں گے۔ حتیٰ کہ اہل جنت بھی اپنے جاننے والوں کی سفارش کریں گے۔ حتیٰ کہ ایک جنتی گزرتے ہوئے کوئی جہنمی پکار کر کہے گا: میاں تم مجھے نہیں پہچانتے؟ میں نے آپ کو وضو کے لئے پانی دیا تھا۔ یاد آنے پر یہ جنتی اس جہنمی کو اللہ تعالیٰ سے درخواست کر کے جنت میں لے جائے گا۔ سب کی سفارش کے بعد اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے ایسے لوگ جن کے ایمان اتنے مخفی ہوں گے کہ ان کے ایمان پر کوئی مطلع نہ ہوگا۔ ان کو بھی اللہ تعالیٰ ان کے ایمان کی معمولی رمق کے باعث جہنم سے نکال کر جنت میں بھیجیں گے۔

کفر واسلام کا مسئلہ اتنا دقیق مسئلہ ہے کہ اس پر بہت زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے۔ اس کورس میں آپ کو یہی پڑھایا جاتا ہے کہ قادیانیت کا کفر اتنا کھلا کفر ہے کہ نصف النہار کی مانند واضح ہے۔ اس میں تشکیک پیدا کرنا، ان کے کفر کو ہلکا کرنا بجائے خود نقصان کا باعث ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تمام جماعتیں، تمام ادارے جو بھی اپنی اپنی جگہ دین کا کام کر رہے ہیں۔ سب جسد واحد کی طرح ہیں۔ ایک دوسرے کی اہمیت کو نظر انداز نہیں کرنا چاہئے۔ ایک دوسرے کا احترام کرنا چاہئے۔ ایک دوسرے کے کام کی تحسین کرنی چاہئے۔ لیکن ناک کو بھی آنکھ کی جگہ لینے کی کوشش نہیں کرنی چاہئے۔ ورنہ نقصان ہوگا۔ غرض آپ نے شرح وبسط سے کورس کے شرکاء کو کام کرنے کے لئے بھرپور جدوجہد کی طرف متوجہ فرمایا۔ آپ نے بہت تفصیل سے اظہار خیال فرمایا۔

آپ کی ایمان پرور، حقائق افروز گفتگو کے بعد وہ شرکاء کورس جو فارغ التحصیل علماء کرام تھے۔ انہوں نے آپ سے اجازت حدیث طلب کی۔ آپ نے کمال شفقت سے انہیں سند حدیث کی اجازت سے سرفراز فرمایا۔ فالحمدللہ تعالیٰ! حضرت امیر مرکزیہ کے ایمان افروز بیان کے بعد شرکاء کورس کو اسناد دی گئی۔ مولانا صاحبزادہ خلیل احمد، مولانا سیف اللہ خالد، قاری عبدالرحمن ضیاء، قاری عبدالحمید، قاری

یامین گوہر، مولانا سروری، مولانا قاری گلزار احمد، صاحبزادہ مبشر محمود اور جناب رضوان نفیس ودیگر حضرات نے اپنے مبارک ہاتھوں سے مجلس کی کتابوں کا سیٹ واسناد دیں۔

تقریری مقابلہ:

کورس کے پہلے دن سے آخر تک تعلیم کے ساتھ ساتھ شرکاء کورس کو تقریر اور مناظرہ کی تربیت اور عملی مشق کرائی جاتی ہے۔ دس دس ساتھیوں پر مشتمل گروپ بنائے جاتے ہیں۔

امسال ۴۳۳ شرکاء کورس تھے۔ جن کے ترتالیس گروپ بنائے گئے۔ ہر گروپ سے نمایاں نمبر لینے والے ایک ایک ساتھی کو لے کر تقریری مقابلہ کرایا گیا۔ تقریری مقابلہ میں منصفی کے فرائض مولانا قاضی احسان احمد، مولانا فقیر اللہ اختر، مولانا محمد قاسم، مولانا محمد عارف، مولانا غلام مرتضیٰ نے انجام دیئے۔ اسی طرح کورس میں قادیانی شبہات کے تینوں حصے پڑھائے گئے۔ ہر جمعرات کو ایک ایک حصہ کا امتحان ہوا۔ کل تین پیپر ہوئے۔ اربعین فی الختم نبوت اور خطبہ جمعہ کا تقریری امتحان ہوا۔

کورس کے تحریری امتحانات میں اوّل پوزیشن رول نمبر ۲۵۲ محمد عمر فاروق نے حاصل کی۔ رول نمبر ۲۲۲، محمد عمر منڈی بہاؤ الدین نے دوسری پوزیشن حاصل کی اور رول نمبر ۲۵۸ محمد الیاس گلگت نے تحریری امتحان میں تیسری پوزیشن حاصل کی۔

اسی طرح تقریری مقابلے میں رول نمبر ۲۳۵ محمد شاہین اختر قصور نے اوّل پوزیشن حاصل کی۔ دوسری پوزیشن بہاولپور کے محمد طیب ظفر رول نمبر ۲۷۲ نے حاصل کی اور رول نمبر ۵ے محمد ضیاء الحق جن کا تعلق ڈسٹرکٹ چکوال سے ہے نے تقریری امتحان میں تیسری پوزیشن حاصل کی۔

☆☆..............☆☆

احساسِ خطرات

اے مسلمانو! تمہاری داستاں خطرے میں ہے
قافلے والو! امیر کارواں خطرے میں ہے

زندگی کو عافیت کا نام دینے سے ندیم
موت کہتی ہے حیاتِ جاوداں خطرے میں ہے

قبلۂ اول گیا، اب قبلۂ ثانی کہاں؟
ملت بیضا! تیرا ہر اک نشاں خطرے میں ہے

کل جہاں روندا گیا ختم نبوتؐ کا مقام
اب وہاں مدح صحابہؓ کا بیاں خطرے میں ہے

ابنِ آدم نے ستاروں پر کمندیں ڈال لیں
اے خدا والو! خدا کا لامکاں خطرے میں ہے

ڈھل رہا ہے وقت کے سانچے میں آئینِ جہاں
واعظ شیریں بیاں تیری زباں خطرے میں ہے

آدمیت بک رہی ہے آدمی کے ہاتھ سے
وقت کے بازار میں سُود وزیاں خطرے میں ہے

ڈھال لیں آہن گروں نے بجلیاں فولاد میں
وقت کے چارہ گرو! دورِ رواں خطرے میں ہے

ہے کوئی جانباز جو خطرات کے احساس سے
امنِ عالم سے کہے سارا جہاں خطرے میں ہے

جانباز مرزا

قادیانی شبہات اور ان کے جوابات!

مولانا قاضی احسان احمد

جس کسی مسلمان کی قادیانی لٹریچر پر نظر ہے وہ یہ بات بخوبی جانتا ہے کہ قادیانیت کی بنیاد دجل وفریب، دھوکا، عیاری اور چال بازی پر ہے، اگر قادیانی ان تمام بازاری ہتھکنڈوں کو چھوڑ کر سچائی کی راہ اپنائیں تو ان کے دجل وکفر کا کوئی شکار نہیں ہوسکتا، یعنی اگر قادیانی قرآن وسنت میں تحریف کئے بغیر مرزا غلام احمد قادیانی کی بدبودار زندگی کو سامنے رکھ کر اپنے باطل اور کفریہ نظریات کو ثابت کرنے کی کوشش کریں گے تو ان کو منہ کی کھانی پڑے گی اور کوئی مسلمان اور ذی عقل ان کے شکار میں نہیں آئے گا۔

قرآن وسنت کے طے شدہ عقائد ونظریات کو انسان جب اپنی ناقص عقل کی کسوٹی پر پرکھنا شروع کرتا ہے تو گمراہی اس کے گرد اپنا دائرہ وسیع کرکے اس کو جکڑ لیتی ہے، لہٰذا قرآن وسنت کے احکامات کو نبی آخرالزماں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلان حق کی بنا پر تسلیم ورضا کرنے کا نام اسلام وایمان ہے، اس کے علاوہ اندھیرا و ذلت ہے۔

قادیانیوں کا بھی یہی حال ہے کہ تمام امت سے کٹ کر اپنے آپ کو ایک بدباطن، بدعقل اور بدفہم انسان کے پیچھے لگا کر اپنے ایمان وعقیدہ کو خراب وبرباد کردیا ہے۔

اگر قادیانی، امت مسلمہ کے اجتماعی نظریات کے حامل بن کر رہتے تو کبھی بھی انفرادی نظریہ رکھنے والے مرزا غلام احمد قادیانی کی پیروی نہ کرتے قادیانیوں نے اپنی چور بازاری شبہات پیدا کرنے میں برقرار رکھی ہے، الحمدللہ! خدام ختم نبوت نے ہر دور میں ان کے شبہات، وساوس اور تلبیسات کا مدلل، مسکت اور دندان شکن جواب دیا ہے۔ آیئے ان کے چند شبہات اور ان کے جواب ملاحظہ فرمائیں:

قادیانی شبہ:

مسلمان یہ کہتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں، قرب قیامت نازل ہوں گے، اب سوال یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام جب دوبارہ تشریف لائیں گے تو وہ نبی ہوں گے یا نہیں؟ اگر عیسیٰ علیہ السلام نبی بن کر آئیں گے تو یہ ختم نبوت کے عقیدہ کے خلاف ہے اور اگر وہ نبی بن کر نہیں آئیں گے تو کیا ان کو نبوت کے منصب سے معذول کردیا جائے گا؟

جواب:

مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام قرب قیامت میں نازل ہوں گے، اللہ کی جانب سے جو منصب ان کو ملا تھا وہ منصب برقرار ہوگا، تابعداری محمد رسول کی شریعت کی کریں گے، سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا دوبارہ تشریف لانا یہ ختم نبوت کے منافی نہیں، اس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت پر کوئی فرق نہیں آتا۔ کیونکہ ختم نبوت کا معنی ہے کہ رب کریم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت ورسالت کے منصب پر سرفراز کرنے کے بعد اب کسی کو اس منصب پر فائز نہیں کریں گے، جبکہ سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبوت اور رسالت کے منصب پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے سرفراز ہوچکے ہیں، اس لئے ان کا دوبارہ آنا یہ ختم نبوت کے منافی نہیں، جو نبی پہلے آچکا ہے وہی دوبارہ آرہا ہے، نہ یہ کہ کوئی نیا نبی بنایا جارہا ہے، اگر حضور کے بعد کسی نئے نبی کا آنا ہوتا تو یہ ختم نبوت کے منافی تھا، نہ یہ کہ حضور سے پہلے کا کوئی نبی آئے اور وہ بھی امتی اور خلیفہ ہونے کی حیثیت سے جیسا کہ ابن عساکر، ج:۳۰، ص:۱۴۴ پر ہے کہ:

”عیسیٰ ابن مریم میری امت میں میرے خلیفہ ہوں گے۔“

مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی کتاب براہین احمدیہ، ص:۳۶۱ حاشیہ خزائن، ج:۱، ص:۴۳۱ میں خود اقرار کیا ہے کہ:

”سیدنا عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں اور دوبارہ قرب قیامت میں نازل ہوں گے۔“

چنانچہ مرزا قادیانی کی عبارت غور سے ملاحظہ فرمائیں:

”سو حضرت مسیح تو انجیل کو ناقص کی ناقص ہی چھوڑ کر آسمانوں پر جا بیٹھے اور ایک عرصہ تک وہی ناقص کتاب لوگوں کے ہاتھ میں رہی۔“

دوسری جگہ اس براہین احمدیہ ۴۹۸، ۴۹۹،

خزائن، ج:۱ص:۵۹۳ پر لکھا ہے:

’’اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔‘‘

اب قادیانی بتائیں مرزا غلام احمد قادیانی کا حیات ونزول مسیح علیہ السلام کا عقیدہ رکھنا یہ ختم نبوت کے منافی ہے یا نہیں؟ اگر منافی ہے تو پھر مرزا اپنے بقول حیات ونزول کا عقیدہ رکھ کر منکر ہوا اور اگر منافی نہیں ہے تو پھر ہم پر نکیر کیوں؟ لہٰذا اصل اور حق یہی ہے کہ سیدنا مسیح علیہ السلام امتی کی حیثیت سے خلیفہ بن کر دوبارہ تشریف لائیں گے جو کہ ختم نبوت کے منافی نہیں ہے۔ واللّٰہ ھاد الی سبیل الرشاد۔

قادیانی شبہ:

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام شریعت مسیحی کے عامل ہوں گے یا شریعت محمدی کے؟ کس شریعت پر عمل کریں گے؟

جواب:

☆...... سیدنا عیسیٰ علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہونے کی حیثیت سے دنیا میں تشریف لائیں گے، جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہونے کی حیثیت سے تشریف آوری ہوگی تو شریعت بھی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی اپنائیں گے۔

☆...... سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی حکمتوں میں سے ایک حکمت یہ بھی ہے کہ وہ ’’لتؤمنن بہ ولتنصرنہ‘‘ کی آیت پر عمل کرنے کی غرض سے آئیں گے، آیت کے اس حصہ پر عمل تب ہی ممکن ہے جب وہ شریعت محمدی کی اتباع اور پیروی کریں گے۔

☆...... اہل سنت والجماعت کے عقائد کی کتب میں ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام شریعت محمدی کے مطابق حکم کریں گے نہ کہ اپنی شریعت (عیسوی) کے مطابق۔ معلوم ہوا کہ وہ شریعت محمدی کے عامل اور متبع ہوں گے۔

قادیانی شبہ:

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو شریعت محمدی کا علم کیسے ہوگا؟ کیا وہ شریعت محمدی کسی سے پڑھیں اور لکھیں گے؟ یا پھر ان کو وحی ہوگی؟ اگر وحی ہوگی تو پھر وحی کا دروازہ بند نہ ہوا؟

جواب:

اللہ رب العزت کا نبی دنیا میں کسی غیر نبی کا شاگرد نہیں ہوسکتا، اللہ رب العزت براہ راست اپنے نبی کی تعلیم کا اہتمام فرماتے ہیں، لہٰذا سیدنا عیسیٰ علیہ السلام شریعت محمدی کسی انسان سے نہ سیکھیں گے اور نہ پڑھیں گے بلکہ بموجب آیت قرآنی: ’’واذ علمتک الکتاب والحکمۃ‘‘ اللہ تعالیٰ ان کو قرآن وسنت کا علم عطا فرمائیں گے۔

باقی رہا وحی کا ہونا یا نہ ہونا تو اس سلسلہ میں عرض ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام پر وحی نبوت نہیں ہوگی بلکہ تعلیم وتعلم کے وحی کے علاوہ بھی کئی طریق اور سبل ہیں جن سے رب کریم سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیم کا اہتمام فرمائیں گے۔ الغرض حصول علم کے ذرائع مختلف اور کئی ہوسکتے ہیں جیسے الہام، کشف، القاء، مبشرات وغیرہ ذالک، ان میں سے کسی ذریعہ سے بھی سیدنا عیسیٰ علیہ السلام شریعت محمدی سے متعلق مطلع ہوجائیں گے اور پھر اسی پر عمل پیرا ہوں گے۔

قادیانی شبہ:

مسلمانوں کے عقیدہ کے مطابق عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں تو سوال یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام زمین کی طرف فرشتوں کے ذریعے سے نزول فرمائیں گے اور مینار سے سیڑھی کے ذریعہ نیچے زمین پر آئیں گے تو کیا جو اللہ ان کو مینار تک لاسکتا ہے وہ زمین پر بغیر سیڑھی کے نہیں لاسکتا؟

جواب:

سوال میں قادیانیوں نے اتنی بات تو تسلیم کی کہ اللہ ان کو مینار تک لاسکتا ہے، آئیں گے اور لائے تو وہی جائیں گے جو زندہ ہوں گے، اس کا مطلب یہ ہوا کہ قادیانیوں نے عیسیٰ علیہا السلام کی حیات تسلیم کرلی ہے۔ باقی رہا سیڑھی کا سوال تو ہماری نظر سے سیڑھی کے الفاظ نہیں گزرے۔

دوسری بات یہ ہے کہ حدیث پاک کے الفاظ میں اگر غور کیا جائے تو سیڑھی وغیرہ کے الفاظ کی حاجت ہی باقی نہیں رہتی، وہ یہ ہیں کہ ’’ینزل عند منارۃ البیضاء‘‘ یعنی سیدنا عیسیٰ علیہ السلام سفید مینارہ کے پاس نازل ہوں گے، یہاں پر عند بمعنی پاس ہے نہ کہ عند بمعنی پر، معلوم یہ ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام جامع مسجد دمشق کے سفید مشرقی مینارہ کے پاس اور قریب نازل ہوں گے۔

قادیانی اپنی عقل پر ماتم کریں، ایک ہے اللہ رب العزت کی قدرت وطاقت، دوسری ہے حکمت اور عادت۔ قدرت اور طاقت تو رب کریم کو یہ حاصل ہے کہ جیسے بغیر سیڑھی کے آسمان تک لے گئے ویسے ہی بغیر سیڑھی کے آسمان سے زمین پر لے آئیں گے۔ حکمت وعادت یہ ہے کہ اپنی قدرت سے ماوراء انسانیت کام کرتے ہیں، اسباب اور عادت وحکمت کے دائرہ میں مینارہ سے سیڑھی لگائی اور عیسیٰ علیہ السلام زمین پر آئیں، جہاں انسان کی عظمتوں کی انتہاء، وہاں رب کریم کی عظمتوں کی ابتداء۔ لہٰذا اسباب کی دنیا میں سیڑھی کا لگایا جانا قدرت اللہ کے خلاف نہیں ہے۔

☆☆............☆☆

قرآن و سنت فقہ اور علوم عالیہ کے

شائقین اور طلبہ کے لئے خوشخبری

مجدد عصر، قطب دوراں، قیوم زمان

حضرت مولانا **ابوسعد احمد خان** رحمۃ اللہ علیہ نقشبندی مجددی

کی قائم فرمودہ عظیم روحانی علمی اور تربیتی درسگاہ

جامعہ عربیہ سعدیہ

خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف میں بحمد للہ تعالیٰ درس نظامی کی

مکمل تعلیم وتدریس اور فارسی تا دورۂ حدیث شریف کا اجراء

نئے تعلیمی سال ۱۴۳۲ھ سے جامعہ ہذا میں کہنہ مشق تجربہ کار اور ماہر فن اساتذہ ومدرسین تشنگانِ علوم دینیہ کو علوم ومعارف سے سیراب فرمائیں گے۔

علم وعمل کی جامعیت، شریعت وطریقت کی واقفیت، ظاہر وباطن کی تربیت اور خانقاہ سراجیہ عالیہ نقشبندیہ کی روحانی وعلمی درسگاہ سے فیض یاب ہونے کیلئے رمضان المبارک اور شوال المکرم ۱۴۳۲ھ کے اوائل میں رابطہ فرمائیں تاکہ داخلہ یقینی ہو سکے۔

رابطہ کیلئے فون: 0300-6091121

شعبہ نشر واشاعت

جامعہ عربیہ سعدیہ خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ کندیاں ضلع میانوالی

REGD. SS.160

عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوت سے تعاون

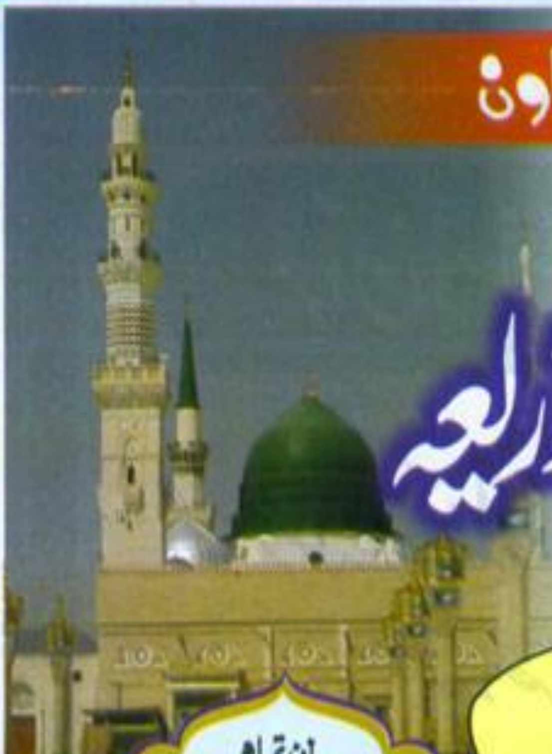

شفاعت نبی اکرم ﷺ کا ذریعہ

- پوری دنیا میں قادیانیت کا تعاقب
- قادیانیوں کو دعوت اسلام
- سینکڑوں مبلغین کے ذریعہ قادیانی سرگرمیوں کا سدباب
- عدالتوں میں قادیانیت کے متعلق مقدمات کی پیروی
- سینکڑوں مساجد و مدارس کے ذریعہ مبلغین کی تیاری
- دفاتر ختم نبوت، دار التصنیف اور لائبریریوں کا قیام
- قادیانیت سے تائب ہونے والے مسلمانوں کی نگہداشت
- ہفت روزہ ختم نبوت کے ذریعہ قادیانیت کا قلمی پوسٹ مارٹم

ان تمام
صدقاتِ جاریہ میں
شرکت کے لئے زکوٰۃ،
صدقات، فطرہ، عطیات
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
کو دیجیے

نوٹ

مجلس کے مرکزی دفاتر میں رقوم جمع کرا کے مرکزی رسید حاصل کر سکتے ہیں۔ رقوم دیتے وقت مد کی صراحت ضروری ہے تاکہ شرعی طریقے سے مصرف میں لایا جا سکے۔

اپیل کنندگان

حضرت مولانا **عبدالمجید لدھیانوی** صاحب
امیر مرکزیہ

حضرت مولانا ڈاکٹر **عبدالرزاق اسکندر** صاحب
نائب امیر مرکزیہ

مولانا صاحبزادہ **خواجہ عزیز احمد** صاحب
نائب امیر مرکزیہ

حضرت مولانا **عزیز الرحمن جالندھری** صاحب
مرکزی ناظم اعلیٰ

ترسیلِ زر کا پتہ

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان
فون: 061-4783486, 061-4583486 اکاؤنٹ نمبر: 3464 یو بی ایل حرم گیٹ برانچ، ملتان

جامع مسجد باب الرحمت، پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی
فون: 021-32780337 فیکس: 021-32780340 اکاؤنٹ نمبر: 8-363 اور 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ